SAFETY HOSPITAL
Care for every stage of life
Dr. Md Ameeruddin
(Managing Director)
Beside Omerbin Qathab Masjid,
Shatavahan Colony, Narayanpet Dist.
9989697108/9505440110

ضلع نارائن پیٹ کا واحد اردو ترجمان
مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر سید احمد حسینی اشرفی
روزنامہ
اِی پیپر
یس-کے-ایچ-ٹائمز
Chief Editor: Dr. Syed Ahmed Husaini Ashrafi
S.K.H. TIMES - URDU DAILY E-PAPER NARAYANPET DIST., TELANGANA.

Cont:
9640426062
H.C. Jewellers
(Since - 1965)
Saraf Bazar, Narayanpet-TG

جلد(3) شمارہ(254) | ہفتہ 24/اکتوبر 2026 | ۱۲/ جمادی الاول ۱۴۴۸ھ | Saturday 24th October 2026 | صفحات(04)

'چین کو کلین چٹ دینا بند کریں'

ملکارجن کھڑگے نے مودی حکومت سے پوچھے تین سوال

نئی دہلی 23/اکتوبر (ایجنسی) کانگریس صدر ملکارجن کھڑگے نے چین کے ساتھ سرحدی کشیدگی، ہندوستان کے بڑھتے تجارتی خسارے اور وزیر اعظم نریندر مودی کی چین پالیسی پر سوال اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ وزیر اعظم کو چین کو بار بار کلین چٹ دینے کے بجائے ہندوستان کے عوام کے سامنے حقائق واضح کرنے چاہئیں۔ انہوں نے قومی سلامتی، اقتصادی سلامتی اور سفارتی جواب دہی سے متعلق تین اہم سوالات اٹھاتے ہوئے حکومت سے پارلیمنٹ اور ملک کو اعتماد میں لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ کھڑگے نے جمعہ کو سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر اپنی پوسٹ میں اروناچل پردیش میں چینی فوج کی سرگرمیوں سے متعلق اطلاعات پر تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ انڈو تبت بارڈر پولیس (آئی ٹی بی پی) کے ڈائریکٹر جنرل کی جانب سے لائن آف ایکچوئل کنٹرول (ایل اے سی) پر چینی فوج، پیپلز لبریشن آرمی (پی ایل اے) کے ساتھ جاری کشیدہ صورت حال کی تصدیق تشویش ناک ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ ڈوکلام اور گلوان کے واقعات کے بعد کیا ایک اور سنگین تصادم کی صورت حال پیدا ہو رہی ہے؟ کھڑگے کے مطابق، اگست میں اروناچل پردیش کے علاقے تکسنگ کے قریب چینی دراندازی کی اطلاعات سامنے آئی تھیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ واچا-دمائی میں کور کمانڈر سطح کی بات چیت کے 47 دن بعد بھی دونوں افواج کے درمیان کشیدگی برقرار رہنے کی اطلاعات ہیں۔ ان کے مطابق یہ مقام مبینہ دراندازی کے مقام سے تقریباً 180 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ کانگریس صدر نے سوال کیا کہ کیا ہندوستان کی گشت کرنے کی رسائی متاثر ہوئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اروناچل پردیش ہندوستان کا اٹوٹ حصہ ہے اور حکومت کو سرحدی صورت حال کے بارے میں ملک کو اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہیے۔ اقتصادی سلامتی کے معاملے پر کھڑگے نے کہا کہ گلوان میں 20 ہندوستانی فوجیوں کی قربانی کے بعد مالی سال 2020-21 سے چین سے ہندوستان کی درآمدات میں 102 فیصد اضافہ ہوا ہے، جبکہ چین کے ساتھ تجارتی خسارہ 155 فیصد بڑھ کر 16.112 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ انہوں نے وزیر خزانہ نرملا سیتارمن کے اس اعتراف کا حوالہ بھی دیا کہ چین ہندوستانی برآمدات کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔ کھڑگے نے الزام لگایا کہ اس کے باوجود حکومت چینی سرمایہ کاری سے متعلق پابندیوں میں نرمی کر رہی ہے اور چین سے منسلک اہل کاروباری منصوبوں کو پروڈکشن لنکڈ انسینٹیو (پی ایل آئی) اسکیم کے تحت فوائد دینے پر غور کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ کیا حکومت کی 'میک اِن انڈیا' مہم اب 'امپورٹ فرام چائنا' میں تبدیل ہوگئی ہے؟

سفارتی محاذ پر جواب دہی کا مطالبہ کرتے ہوئے کھڑگے نے کہا کہ وزیر اعظم مودی اور چینی صدر شی جن پنگ کے درمیان کم از کم 23 ملاقاتیں اور باہمی رابطے ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ قومی سلامتی کے مشیر اجیت ڈووال کی شمولیت کے ساتھ خصوصی نمائندوں کی سطح پر 25 دور کی بات چیت، ورکنگ میکانزم فار کنسلٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن (ڈبلیو ایم سی سی) کے 36 اجلاس اور شنگھائی تعاون تنظیم (ایس سی او) و برکس کے متعدد سربراہی اجلاس منعقد ہوئے ہیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ ان تمام ملاقاتوں اور مذاکرات سے ہندوستان کو ٹھوس نتائج کیا حاصل ہوئے؟ کیا مئی 2020 سے پہلے ہندوستان کے گشت کرنے کے حقوق مکمل طور پر بحال ہو گئے ہیں؟

مودی حکومت نے گزشتہ 12 سالوں میں منظم طریقے سے ہماری افواج کو کمزور کیا: کانگریس

نئی دہلی 23/اکتوبر (ایجنسی) آئی ٹی بی پی ڈائریکٹر جنرل شتروجیت کپور کے ذریعہ اروناچل پردیش میں ہند-چین افواج کے تصادم سے متعلق بیان کے بعد کانگریس نے حملہ آور رخ اختیار کر لیا ہے۔ پہلے کانگریس جنرل سکریٹری جے رام رمیش نے اس معاملہ میں مودی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا، اور اب کانگریس نے اپنے آفیشل 'ایکس' ہینڈل پر کچھ پوسٹس جاری کی ہیں، جن میں وزیر اعظم مودی کو نشانے پر لیا گیا ہے۔ کانگریس نے 'ایکس' پر جاری ایک پوسٹ میں آئی ٹی بی پی ڈائریکٹر جنرل شتروجیت کا وہ بیان پیش کیا ہے، جس میں انھوں نے کہا ہے کہ ''چین بہت آگے نکل گیا ہے۔ چین کا مقابلہ روایتی طریقے سے کرنا مشکل ہے۔'' یہ بیان پیش کرنے کے بعد کانگریس نے لکھا ہے کہ ''12 سالوں میں مودی حکومت نے منظم طریقے سے ہماری افواج کو کمزور کیا۔ سرمایہ کاری نہیں کی گئی، ماڈرنائزیشن پر توجہ نہیں دی گئی۔ فوج کو کمزور کرنے کے لیے اگنی ویر جیسی فرضی اسکیمیں لائیں۔'' پارٹی نے حملہ آور رخ اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب افواج کو وزیر اعظم اور حکومت سے حوصلہ افزائی کی درکار تھی، تب مودی چین کو 'کلین چٹ' دیتے رہے، چینی صدر کا استقبال کرتے رہے۔ اس پوسٹ میں کانگریس نے وزیر اعظم پر الزام عائد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''مودی نے ملک اور فوج کو بہت پیچھے دھکیل دیا ہے۔'' ایک دیگر پوسٹ میں کانگریس نے آئی ٹی بی پی جنرل سکریٹری وہ بیان پیش کیا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ ''گزشتہ کچھ وقت سے اروناچل کے کئی جگھوں پر چینی افواج کے ساتھ تصادم ہوا، جواب بھی جاری ہے۔'' آگے کانگریس نے لکھا ہے کہ ''رواں سال جولائی سے ہی چینی افواج کے ساتھ تصادم کی خبریں آ رہی ہیں، لیکن مودی حکومت ان خبروں کو دبانے میں لگی رہی۔ یہاں تک کہ چین کو 'لال آنکھ' دکھانے کی جگہ نریندر مودی چینی صدر شی جنپنگ کے ساتھ ہنسی ٹھٹھولی کرتے نظر آئے... برکس اجلاس میں۔''

ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ ''سوچیے، ایک طرف چین ہمارے فوجیوں کے ساتھ تصادم کر رہا تھا، دوسری طرف مودی چینی صدر کا استقبال کر رہے تھے۔ یہ ہمارے فوجیوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے جیسا ہے۔'' وزیر اعظم مودی پر تلخ انداز میں حملہ کرتے ہوئے کانگریس نے یہاں تک لکھا ہے کہ ''مودی نے ہر بار ہمارے فوجیوں کو تنہا چھوڑ دیا ہے، ملک کے ساتھ غداری کی ہے، ذمہ داری سے پلہ جھاڑ لیا۔ کبھی چین کو کلین چٹ دیتے ہیں، تو کبھی پٹرولنگ پوائنٹ سے قبضہ چھوڑ کر ملک کی زمین۔'' آخر میں پارٹی یہ بھی لکھتی ہے کہ ''اس کمزور وزیر اعظم نے ملک کا بہت نقصان کر دیا۔''

نکسل واد کے خطرے سے آزاد ہو کر چھتیس گڑھ تیزی سے ترقی کر رہا ہے: دروپدی مرمو

نئی دہلی:-23/اکتوبر (ایجنسی) ہندوستان کی صدر دروپدی مرمو نے جمعہ کو کہا کہ مرکز اور ریاستی حکومت کی مشترکہ کوششوں سے چھتیس گڑھ نکسل واد کے خطرے سے آزاد ہو کر اب تیزی سے ترقی کی راہ پر آگے بڑھ رہا ہے۔ صدر مرمو نے بستر ضلع کے صدر مقام جگدل پور کے لال باغ میدان میں منعقدہ ''بستر دسہرا'' پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قبائلی نوجوان ایک ترقی یافتہ ملک بنانے کے سفر میں سرگرمی سے حصہ لیں گے۔ انہوں نے درختوں اور پودوں کو ''زندہ دیوتا'' قرار دیتے ہوئے لوگوں سے جنگلات کی حفاظت کرنے اور زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کی اپیل کی۔ انہوں نے کہا کہ درخت اور پودے زندگی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری چیزیں فراہم کرتے ہیں۔ صدر مرمو نے کہا، ''چھتیس گڑھ طویل عرصے تک نکسل واد کے مسئلے سے دوچار رہا۔ مرکز اور ریاست کی مشترکہ کوششوں سے چھتیس گڑھ کو نکسل واد کے خطرے سے آزاد کیا گیا ہے اور اب یہ تیزی سے ترقی کی راہ پر آگے بڑھ رہا ہے۔''

دہلی: سرکاری اسکولوں کی کتابوں کی چھپائی میں گھوٹالہ،

عآپ نے وزیر تعلیم سے مانگا جواب

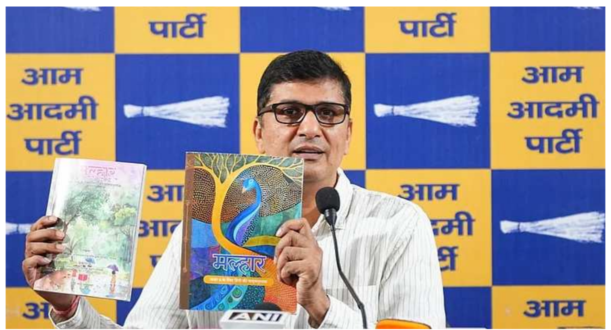

نئی دہلی: دہلی کی ریکھا گپتا حکومت پر عام آدمی پارٹی (عآپ) نے سرکاری اسکولوں میں طلبہ کو مفت تقسیم کی جانے والی کتابوں کی چھپائی میں بدعنوانی کا الزام عائد کیا ہے۔ آپ کے دہلی پردیش صدر سوربھ بھاردواج نے دعویٰ کیا کہ محکمہ تعلیم کی جانب سے چھپوائی گئی کتابوں کا معیار مقررہ معیارات کے مطابق نہیں ہے۔ انہوں نے اس معاملے میں تقریباً 40 فیصد کمیشن خوری کا الزام لگاتے ہوئے وزیر تعلیم آشیش سود اور وزیر اعلیٰ ریکھا گپتا سے جواب طلب کیا ہے۔ سوربھ بھاردواج نے کہا کہ کتابوں کی چھپائی کے لیے جاری ٹینڈر میں این سی ای آر ٹی کی کتابوں کے معیار کا ذکر کیا گیا تھا، لیکن سرکاری اسکولوں کے لیے چھپوائی گئی کتابوں میں مبینہ طور پر کم معیار کے کاغذ کا استعمال کیا گیا۔ انہوں نے آٹھویں جماعت کی این سی ای آر ٹی کی کتاب 'ملہار' دکھاتے ہوئے بازار سے خریدی گئی کتاب اور دہلی حکومت کی جانب سے چھپوائی گئی کتاب کے معیار میں فرق کا دعویٰ کیا۔ آپ لیڈر کے مطابق، پہلی سے آٹھویں جماعت تک کی کتابوں کی چھپائی کے ٹینڈر میں اے فور سائز کے کاغذ اور 80 جی ایس ایم معیار کی شرط درج تھی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ بازار میں دستیاب این سی ای آر ٹی کی کتاب اسی معیار کے کاغذ پر چھپی ہے، جب کہ سرکاری کتاب میں مبینہ طور پر 60 سے 65 جی ایس ایم کا کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔ بھاردواج نے الزام لگایا کہ سرکاری کتاب کا کاغذ پتلا اور مٹیالا ہے، جب کہ بازار میں دستیاب کتاب کا کاغذ بہتر معیار کا ہے۔ ان کے مطابق، کاغذ کے معیار اور سائز میں فرق کو دیکھتے ہوئے دونوں کتابوں کی قیمت میں کم از کم 40 فیصد کا فرق ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کتابوں میں چھپائی کے معیار پر بھی سوال اٹھاتے ہوئے کہا کہ آٹھویں جماعت کی کتاب میں حروف کا سائز اتنا چھوٹا ہے کہ طلبہ کو پڑھنے میں دشواری ہو سکتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ سرکاری کتاب کے پہلے صفحے پر وزیر اعلیٰ ریکھا گپتا کی تصویر چھاپی گئی ہے۔ سوربھ بھاردواج نے سوال کیا کہ جب ٹینڈر میں کاغذ کے معیار سے متعلق واضح شرائط موجود تھیں تو ان پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا اور اس کی ذمہ داری کس کی ہے۔ انہوں نے وزیر تعلیم آشیش سود سے مبینہ 40 فیصد کمیشن خوری کے معاملے میں جواب دینے کا مطالبہ کیا اور وزیر اعلیٰ سے بھی وضاحت طلب کی۔ آپ پردیش صدر نے دعویٰ کیا کہ تعلیمی سیشن کا نصف وقت گزرنے کے باوجود سرکاری اسکولوں میں طلبہ کو کتابیں تقسیم نہیں کی گئی ہیں۔ انہوں نے اسے تعلیمی نظام کی سنگین خامی قرار دیتے ہوئے کہا کہ بچوں کو وقت پر کتابیں اور بہتر سہولیات نہ ملنے سے والدین نجی اسکولوں کا رخ کرنے پر مجبور ہو سکتے ہیں۔ بھاردواج نے الزام لگایا کہ دہلی میں بی جے پی حکومت کے دور میں ادویات، سائیکلوں، چاول اور دہلی جل بورڈ کے ٹینڈروں سمیت مختلف معاملات میں بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔ انہوں نے کتابوں کی چھپائی میں بھی مبینہ بدعنوانی کا شبہ ظاہر کرتے ہوئے حکومت سے شفافیت یقینی بنانے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ بچوں کی تعلیم سے جڑے معاملے میں کسی بھی طرح کی لاپروائی قابل قبول نہیں ہے اور حکومت کو کتابوں کے معیار، چھپائی کے اخراجات اور تقسیم میں تاخیر کے بارے میں جواب دینا چاہیے۔

رامپور جیل میں اعظم خان سے ملنے کے بعد اکھلیش یادو کا سخت ردعمل

لکھنو 23/اکتوبر (ایجنسی) سماجوادی پارٹی (ایس پی) کے قومی صدر اکھلیش یادو سابق ریاستی وزیر اعظم خان سے ملاقات کرنے رامپور جیل پہنچے۔ اکھلیش یادو نے جیل میں اعظم خان اور ان کے بیٹے عبداللہ اعظم خان سے تقریباً ایک گھنٹے تک ملاقات کی۔ اعظم خان سے ملاقات کے بعد اکھلیش یادو نے بتایا کہ ان کی اعظم خان سے کافی لمبی بات ہوئی ہے۔ اکھلیش یادو نے بی جے پی کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ ''سچائی کبھی نہ کبھی تو سامنے آئے گی۔ جب سچائی سامنے آئے گی تو انہیں سماج، ملک اور قانون کو جواب دینا ہوگا۔ رامپور کے جذبات کو کچل دیا گیا ہے۔ یہاں رام راج کے تصور کو ختم کیا جا رہا ہے۔'' اکھلیش یادو نے مزید کہا کہ ''اعظم خان صاحب سماجی انصاف کے لیے کام کر رہے ہیں اور اسی سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ اعظم تھے، اعظم ہیں اور اعظم رہیں گے۔ کسی سیاسی خاندان کے ساتھ اتنا ظلم نہیں ہوا ہوگا جتنا اعظم خان صاحب کے خاندان کے ساتھ ہوا ہے؟ اور ظلم کرنے والے کون ہیں؟ بدعنوان افسران فرضی مقدمے درج کرتے ہیں۔ اب تو وہ بھی ان کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ اعظم خان نے یونیورسٹی کا جو خواب دیکھا تھا، اسے سماجوادی پارٹی پورا کرے گی۔ اعظم خان سے ملاقات کے بعد اکھلیش یادو نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ''سماجوادی پارٹی کا ہدف واضح ہے۔ ہمارا مقصد بی جے پی کو شکست دینا ہے اور سماجوادی پارٹی کا ہر کارکن اسے حاصل کرنے کے لیے کام کرنے کو تیار ہے۔ بی جے پی کے لیڈران کو لگتا ہے کہ اس بار ان کا مکمل صفایا ہونے والا ہے۔ بی جے پی کو نہ صرف شکست کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ اتر پردیش کی عوام اس پارٹی کو ریاست سے ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گی۔ آپ نے 2024 کے انتخاب کے نتائج دیکھ لیے ہیں۔ 2027 میں ہماری توجہ پی ڈی اے، سماجی انصاف اور سچائی پر ہوگی۔'' واضح رہے کہ گزشتہ ایک سال کے اندر اکھلیش یادو کی اعظم خان سے یہ تیسری ملاقات ہے۔ اس سے قبل 9 اکتوبر 2025 کو اکھلیش یادو رامپور پہنچے تھے اور اعظم خان سے ملاقات کی تھی۔ اس وقت دونوں رہنماؤں کے درمیان بند کمرے میں تقریباً 2 گھنٹے تک بات چیت ہوئی تھی۔ اس کے بعد نومبر 2025 میں اعظم خان اپنے بیٹے عبداللہ اعظم کے ساتھ لکھنؤ میں اکھلیش یادو سے ملنے پہنچے تھے۔ اس ملاقات کے دوران اعظم خان نے کہا تھا کہ وہ اپنی داستان اور اپنا درد بیان کرنے آئے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ اعظم خان اور ان کے بیٹے عبداللہ اعظم پین کارڈ معاملے میں رامپور کی ضلعی جیل میں بند ہیں۔ اس معاملے میں ایم پی-ایم ایل اے خصوصی عدالت نے دونوں کو 7-7 سال قید کی سزا سنائی ہے۔

ہماچل پردیش کی کانگریس حکومت نے ملازمین کو سنائی خوشخبری

دیوالی پر 5 فیصد ڈی اے دینے کا اعلان

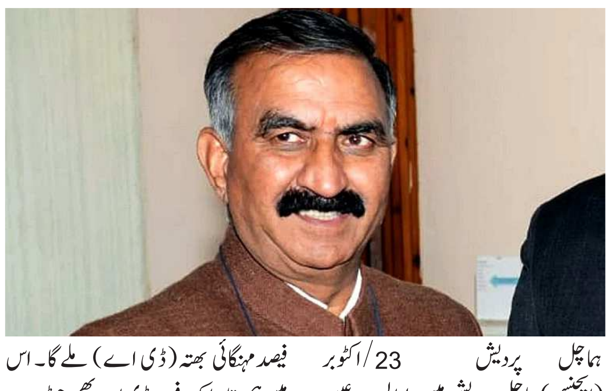

ہماچل پردیش 23/اکتوبر (ایجنسی) ہماچل پردیش میں دیوالی سے عین قبل وزیر اعلیٰ سکھوندر سنگھ سکھو نے سرکاری ملازمین اور پنشنرز کے لیے بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ ہماچل کی کانگریس حکومت نے ملازمین کو 5 فیصد مہنگائی بھتہ (ڈی اے) دینے کا اعلان کیا ہے، اور یہ رقم سبھی کے اکاؤنٹ میں یکم نومبر کو پہنچ جائے گی۔ کانگریس نے اپنے آفیشل 'ایکس' ہینڈل پر وزیر اعلیٰ سکھو کی ویڈیو شیئر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''دیوالی کے مبارک تہوار پر ہماچل پردیش کے سرکاری ملازمین کو یکم نومبر سے 4 فیصد مہنگائی بھتہ (ڈی اے) ملے گا۔ اس میں ہم بقایہ ایک فیصد ڈی اے بھی جوڑ رہے ہیں۔ مجموعی طور پر ملازمین کے اکاؤنٹ میں 5 فیصد ڈی اے کریڈٹ ہو جائے گا۔'' ساتھ ہی لکھا گیا ہے ''حکومت کی طرف سے سبھی ملازمین اور افسران کو دیوالی کی پیشگی مبارکباد۔'' 'ایکس' پر کی گئی ایک دیگر پوسٹ میں کانگریس نے لکھا ہے کہ ''ہماچل پردیش میں یکم نومبر کو کلاس-4 کے ملازمین کو 5 فیصد مہنگائی بھتہ (ڈی اے) ملے گا۔ ساتھ ہی ان کی پنشن اور بقایہ تنخواہ کے اضافی 10 ہزار روپے بھی ان کے بینک اکاؤنٹس میں بھیج دیے جائیں گے۔'' اس خوش آئند قدم کی جانکاری دیتے ہوئے کانگریس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''عوام کی خدمت کرنے والی کانگریس حکومت کی کوشش ہے کہ سبھی ملازمین اپنے کنبوں کے ساتھ دیوالی کا تہوار خوشی سے منائیں۔'' قابل ذکر ہے کہ ہماچل کے ملازمین کو دیوالی سے قبل ڈی اے دینے کی جانکاری وزیر اعلیٰ سکھوندر سنگھ سکھو نے ایک پریس کانفرنس میں دی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ ریاست کے تقریباً 5.3 لاکھ سرکاری ملازمین اور پنشنرز کو ڈی اے کے اعلان سے فائدہ ملے گا۔ انھوں نے ریاست کی معاشی حالت اور قرض سے متعلق اعداد و شمار بھی سامنے رکھے اور کہا کہ ''سابق وزیر اعلیٰ جے رام ٹھاکر کی قیادت والی حکومت نے 5 سالوں میں 43261 کروڑ روپے کا قرض لیا تھا۔ موجودہ حکومت نے 22 اکتوبر 2026 تک 37781 کروڑ روپے کا قرض لیا ہے۔'' انھوں نے یہ بھی مطلع کیا کہ موجودہ وقت میں ہماچل پردیش پر مجموعی قرض 99564 کروڑ روپے ہو چکا ہے۔

ہندوستان بحران زدہ علاقوں میں پھنسے شہریوں کو لانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے

نئی دہلی:23/اکتوبر (ایجنسی) ہندوستان کے مرکزی وزیر تجارت وصنعت پیوش گوئل نے جمعہ کو کہا کہ ہندوستان نے دنیا بھر میں بحران سے متاثرہ علاقوں میں پھنسے اپنے شہریوں کی حفاظت اور فلاح و بہبود کو ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت مشکل حالات میں اپنے شہریوں کو وطن واپس لانے کے لیے صرف ہدایات جاری کرنے تک محدود نہیں رہتی، بلکہ عملی اقدامات بھی کرتی ہے۔ برلن میں ہندوستانی برادری سے خطاب کرتے ہوئے گوئل نے کہا کہ بیرون ملک مشکلات کا سامنا کرنے والے ہندوستانیوں کی خیریت کو یقینی بنانا حکومت کی مستقل ترجیح رہی ہے۔ ضرورت پڑنے پر ہندوستان نے دوسرے ملکوں کے شہریوں کو بھی وہاں سے نکالنے میں مدد کی ہے۔ انہوں نے کہا، ''زیادہ تر دوسرے ممالک صرف ایک ہدایت جاری کر دیتے ہیں کہ گھر واپس آ جاؤ۔ لیکن کیسے واپس آنا ہے، یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں سمجھی جاتی۔ اس کے برعکس، ہم اکثر ہندوستانیوں کے ساتھ دوسرے ملکوں کے لوگوں کو بھی وہاں سے نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچاتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔'' پیوش گوئل نے روس اور یوکرین کے درمیان جنگ شروع ہونے کے بعد یوکرین سے ہندوستانی شہریوں کو بحفاظت نکالنے کی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جنگ شروع ہونے کے وقت وہاں تقریباً 000,22 ہندوستانی موجود تھے، جن میں زیادہ تر طلبہ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے انخلاء کی کارروائیوں کی ذاتی طور پر نگرانی کی تھی۔ اس مقصد کے لیے نئی دہلی میں ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی گئی تھی، جب کہ ہندوستانی شہریوں کی واپسی کو آسان بنانے کے لیے 4 سینئر وزرا کو یوکرین کے پڑوسی ملکوں میں بھیجا گیا تھا۔ گوئل نے کہا کہ جنگ شدت اختیار کرنے سے پہلے ہی یوکرین میں موجود ہندوستانیوں سے وطن واپس آنے کی اپیل کی گئی تھی، لیکن جنگ شروع ہونے کے بعد صورت حال مزید پیچیدہ ہوگئی۔ انہوں نے کہا، ''اس وقت وزیر اعظم مودی نے دہلی میں ایک خصوصی ٹیم تشکیل دی تھی، جس کی وہ خود نگرانی کرتے تھے۔ وہ اس کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہتے، صورت حال کی معلومات حاصل کرتے، رہنمائی کرتے اور ضروری ہدایات دیتے تھے۔ ''مرکزی وزیر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بین الاقوامی بحرانوں کے دوران بیرون ملک موجود ہندوستانی شہریوں کی حفاظت کے لیے حکومت مربوط کارروائیوں اور منظم انخلاء کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔ پیوش گوئل نے اپنے خطاب میں کیرالہ کی 6,000 نرسوں کی خدمات کا بھی ذکر کیا، جو 1960 کی دہائی میں مغربی جرمنی میں نرسوں کی شدید قلت دور کرنے کے لیے وہاں گئی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان نرسوں کی خدمات نے ہندوستان اور جرمنی کے درمیان اعتماد اور دوستانہ تعلقات کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کیا

اروناچل پردیش سرحد پر کشیدگی پر وزارت خارجہ کا بیان

نئی دہلی:23/اکتوبر (ایجنسی) ہندوستان کی وزارت خارجہ نے اروناچل پردیش کی سرحد پر کشیدگی سے متعلق ہند تبت سرحدی پولیس (آئی ٹی بی پی) کے ڈائریکٹر جنرل کے بیان پر ردعمل ظاہر کیا ہے۔ وزارت خارجہ کے ترجمان رندھیر جیسوال نے کہا کہ ہندوستان پہلے بھی واضح کر چکا ہے کہ ہندوستان اور چین کے سرحدی علاقوں میں اس وقت صورت حال خراب ہوتی ہے، جب چینی فوج اپنی طے شدہ گشت کے طریقۂ کار سے ہٹ جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ممالک لائن آف ایکچوئل کنٹرول (ایل اے سی) پر زیر التوا مسائل کو حل کرنے اور کسی بھی طرح کی غلط فہمی یا غلط اندازے سے بچنے کے لیے موجودہ سفارتی اور فوجی نظام کا استعمال جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ترجمان کے مطابق، دونوں فریق سرحدی انتظام کو بہتر بنانے کے مقصد سے بعض مخصوص علاقوں میں ایل اے سی کے بارے میں باہمی سمجھ بوجھ کو مزید بہتر بنانے کے طریقوں پر تبادلہ خیال کرنے کے لیے بھی متفق ہوئے ہیں۔

مدھیہ پردیش میں مچھلی کی پیداوار 2024-25 میں بڑھ کر 4.45 لاکھ ٹن ہوگئی: موہن یادو

بھوپال:23/اکتوبر (ایجنسی) مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ موہن یادو نے جمعہ کو کہا کہ ریاست میں ماہی پروری کا شعبہ ترقی اور خوش حالی کی نئی داستان رقم کر رہا ہے۔ مالی سال 2024-25 میں ریاست میں مچھلی کی پیداوار بڑھ کر 4.45 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی۔ موہن یادو نے مرکزی وزیر برائے ماہی پروری، مویشی پروری اور ڈیری راجیو رنجن سنگھ اور مرکزی وزیر مملکت ایس پی سنگھ بگھیل کے ساتھ قومی ماہی پروری سرمایہ کار و برآمد کنندگان کانفرنس 2026 کا افتتاح کرنے کے بعد یہ بات کہی۔ انہوں نے کہا کہ ریاست میں 910 کروڑ روپے سے زیادہ کی سرمایہ کاری کے ساتھ ماہی پروری میں سرمایہ کاری اور برآمدات کو فروغ دینے کی پالیسی 2026 اور ہلالی آبی ذخیرے میں 316 پنجرہ نما مچھلی پروری یونٹوں پر مشتمل بھوپال کلسٹر جیسی پہل سے اس شعبے کی ترقی کو رفتار مل رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ مالی سال 2026-27 کے بجٹ میں 88.25 کروڑ روپے کی لاگت سے 49 آبی

کا انتظام کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان اقدامات سے روزگار، سرمایہ کاری اور برآمدات کو فروغ ملے گا، جب کہ ماہی گیروں کی روزی روٹی بہتر بنانے کے لیے بھی نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ اس موقع پر وزیر اعلیٰ اور دونوں مرکزی وزرا نے ''مدھیہ پردیش ماہی پروری سرمایہ کاری و برآمدات سے متعلق رہنما اصول'' 2026 جاری کیے۔ اندرون ملک واقع ریاستوں

بڑھانے کے لیے معیاری عملی طریقۂ کار (ایس او پی) بھی جاری کیا گیا۔ پروگرام کے دوران آبی ذخائر کی ترقی اور امرت سروروں کے مربوط ترقیاتی منصوبے کے لیے منظوری نامے پیش کیے گئے۔ اس کے علاوہ کسان کریڈٹ کارڈ، ماہی پروری سے وابستہ کوآپریٹو سوسائٹیوں، اسٹارٹ اپس اور وزیر اعظم ماہی پروری کسان سمردھی سہ یوجنا کے تحت منتخب مستفیدین میں سرٹیفکیٹ بھی تقسیم کیے گئے۔

گوداوری پُشکر الُو کے کاموں میں تیزی لائی جائے: اسپیشل آفیسر ہنمنت راؤ

کندا کرتی پُشکر گھاٹ کا معائنہ؛ سڑکوں، پینے کے پانی، معیاری کام کی ہدایت

نظام آباد 23 اکتوبر (نامہ نگار ترجمان تلنگانہ) ریاست کے محکمہ ہندو اوقاف کے کمشنر اور گوداوری پُشکر الُو کے اسپیشل آفیسر ہنمنت راؤ نے گوداوری پُشکر الُو کے لیے جاری ترقیاتی اور تعمیراتی کاموں میں تیزی لانے کی ہدایت دی ہے۔ انہوں نے نظام آباد کی ضلع کلکٹر الا ترپاٹھی، اڈیشنل کلکٹر بھونگ راؤ اور دیگر اعلیٰ حکام کے ہمراہ مشہور و معروف مذہبی مقام کندا کرتی پُشکر گھاٹ کا تفصیلی دورہ اور جائزہ لیا۔ اس موقع پر انہوں نے محکمہ اوقاف، آبپاشی، آر اینڈ بی اور پنچایت راج سمیت مختلف شعبوں کے زیرِ اہتمام جاری کاموں کا معائنہ کیا اور افسران کو اہم ہدایات جاری کیں۔ اسپیشل آفیسر نے کام کی معیار پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مقدس غسل کے لیے آنے والے عقیدت مندوں کو ہر ممکن سہولیات فراہم کی جائیں اور ترقیاتی کاموں کی مسلسل نگرانی کی جائے۔ انہوں نے مندروں کی تزئین و آرائش، نئے پُشکر گھاٹوں کی تعمیر، سڑکوں کی مرمت، پینے کے پانی، پارکنگ اور وی آئی پی گھاٹ کی تعمیر کے کاموں کو مقررہ وقت کے اندر مکمل کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ماضی کے پُشکر الُو کے دوران درپیش مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ وہ غلطیاں دوبارہ نہ دہرائی جائیں۔ عقیدت مندوں کے تحفظ کو اولین ترجیح دیتے ہوئے واچ ٹاورز، چیک پوسٹس اور گھاٹوں کے دونوں اطراف ریمپ تعمیر کرنے کی ہدایت دی گئی۔ اس موقع پر بات کرتے ہوئے ضلع کلکٹر الا ترپاٹھی نے بتایا کہ کندا کرتی اور ینچہ جیسے تمام مذہبی مقامات پر کام تیز رفتاری سے جاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کندا کرتی میں گوداوری ندی کا بہاؤ زیادہ ہونے کی وجہ سے نئے گھاٹ کی تعمیر کے لیے کچھ وقت درکار ہوگا، تاہم پانی کی سطح کم ہوتے ہی دو ماہ کے اندر یہ کام مکمل کرلیا جائے گا۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ایک واضح حکمتِ عملی کے تحت مارچ کے آخر تک تمام متعلقہ کاموں کو حتمی شکل دے دی جائے گی۔ معائنے کے اس دورے میں بودھن آر ڈی او وجئے کماری سمیت پنچایت راج، آبپاشی، آر اینڈ بی اور محکمہ اوقاف کے دیگر اعلیٰ عہدیدار بھی موجود تھے۔

ریس کورس مسجد کا قضیہ مذہبی آزادی کٹہرے میں!

ندوستان کی سر زمین پر مذہبی رواداری، تہذیبی تکثیریت اور آئینی مساوات کے جو نقوش ثبت ہیں ان کا تقاضا ہے کہ عبادت گاہوں کے معاملات میں انتظامی عجلت، قانونی پیچیدگیوں کی یک طرفہ تعبیر اور مذہبی حساسیت سے بے اعتنائی کو کسی صورت روا نہ رکھا جائے۔ مگر مدھیہ پردیش کے اجین کی شاہی مسجد کے ایک حصے کو سڑک کی کشادگی کی زد میں لانے کے بعد اب دارالحکومت دہلی کی تاریخی ریس کورس مسجد کو چھ روز کے اندر خالی کرنے کا نوٹس ایک ایسا معاملہ بن کر سامنے آیا ہے جس نے انتظامی اختیارات، تاریخی ورثے کے تحفظ، وقف املاک کے حقوق اور مذہبی آزادی کے باہمی تعلق پر متعدد بنیادی سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔ اجین کی شاہی مسجد کا معاملہ ابھی عوامی حافظے سے محو نہیں ہوا تھا کہ دہلی کی ریس کورس مسجد کے مستقبل پر بے یقینی کے بادل منڈلانے لگے۔ اجین میں سمہست کمبھ 2028 کی تیاریوں کے تحت سڑک کی کشادگی کا منصوبہ بنایا گیا جس کی زد میں تاریخی شاہی مسجد کا ایک حصہ بھی آیا۔ اس سلسلے میں قانونی چارہ جوئی ہوئی اور مدھیہ پردیش ہائی کورٹ نے متعلقہ حصے کو ہٹانے کے خلاف دائر درخواستیں مسترد کرتے ہوئے انتظامیہ کو کارروائی کی اجازت دی۔ بعد ازاں مسجد انتظامیہ اور شہری حکام کے درمیان اس بات پر اتفاق کی اطلاعات سامنے آئیں کہ متاثرہ حصہ مسجد کمیٹی اپنی نگرانی میں ہٹائے گی۔ تاہم 2 اکتوبر کو اس حصے کو ہٹانے کے دوران مسجد کے ایک حصے کو نقصان پہنچنے کی اطلاع نے صورتِ حال کو مزید حساس بنا دیا۔ یوں ترقیاتی منصوبے کی ضرورت، عدالتی فیصلے کی حدود اور تاریخی عمارت کے تحفظ کے مابین توازن کا مسئلہ نمایاں ہو گیا۔ سڑکوں کی کشادگی، شہری سہولتوں کی فراہمی اور آمدورفت کے نظام کو بہتر بنانا بلاشبہ انتظامیہ کے فرائض میں شامل ہے لیکن ان مقاصد کی تحصیل کے لیے اختیار کردہ طریقہ کار بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا خود منصوبے کا جواز۔ اگر کسی عمارت کا کوئی حصہ واقعی منظور شدہ نقشے یا قانونی حدود کی خلاف ورزی کرتا ہے تو متعلقہ حکام کو اپنے دعوے کے شواہد پیش کرنے، قانونی تقاضے پورے کرنے اور متاثرہ فریق کے ساتھ طے شدہ شرائط کی پاسداری کرنے کی ذمہ داری سے بری نہیں کیا جا سکتا۔ ترقی کے نام پر کسی تاریخی عمارت کی شناخت کو مجروح ہونے سے بچانا بھی انتظامی حکمت و بصیرت کا لازمی جزو ہے۔ یہی اصول مسجد کے لیے بھی ہے اور کسی دوسری مذہبی یا تاریخی عمارت کے لیے بھی۔

اب دہلی کی ریس کورس مسجد کا معاملہ دیکھیے جو وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ کے قریب واقع ہے اور ایک صدی سے زائد قدیم مذہبی و تاریخی مقام کی حیثیت رکھتی ہے۔ اطلاعات کے مطابق محکمہ اراضی و ترقی نے اس کے احاطے کو سرکاری زمین پر غیر مجاز قبضہ قرار دیتے ہوئے مسجد انتظامیہ کو چھ روز کے اندر جگہ خالی کرنے کا نوٹس جاری کیا۔ اس سے قبل مسجد کی بجلی اور پانی کی فراہمی بھی منقطع کیے جانے کی اطلاعات سامنے آئیں۔ مسجد سے متعلق معاملے نے اس وقت مزید سنگینی اختیار کر لی جب مسجد تک رسائی میں دشواریوں اور نمازیوں کو درپیش مشکلات کی شکایات سامنے آئیں۔ ایک ایسی عبادت گاہ کے بارے میں جہاں روزانہ نماز ادا کی جاتی ہے، اس نوعیت کے اقدامات انسانی، مذہبی اور انتظامی اعتبار سے سنجیدہ غور و فکر کے متقاضی ہیں۔ اس قضیے کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ مسجد کو نئی دہلی میونسپل کونسل کی تاریخی ورثے کی فہرست میں شامل بتایا گیا ہے۔ مسجد اور اس سے متصل قبرستان کے وقف املاک ہونے کے سلسلے میں بھی 8 ستمبر 1977 کے سرکاری گزٹ کا حوالہ دیا جا رہا ہے۔ دہلی وقف بورڈ نے متعلقہ حکام کو لکھے گئے خطوط میں بجلی اور پانی کی فراہمی بحال کرنے کی درخواست کی اور مسجد کی قانونی و انتظامی حیثیت سے متعلق اپنے مؤقف کی وضاحت کی۔ دوسری جانب محکمہ اراضی و ترقی کا کہنا ہے کہ متعلقہ جگہ سرکاری زمین ہے اور وہاں موجود تعمیر غیر مجاز ہے۔ چنانچہ یہ معاملہ محض ایک فریق کے دعوے یا دوسرے فریق کے انکار سے حل ہونے والا نہیں بلکہ اس کے لیے متعلقہ دستاویزات، اراضی کے ریکارڈ، تاریخی اندراجات، وقف سے متعلق شواہد اور نافذ العمل عدالتی احکامات کا غیر جانب دارانہ جائزہ ناگزیر ہے۔ کارروائی کا قانونی جواز کیا ہے؟ اس کا طریقہ کار کس قدر منصفانہ ہے اور تاریخی ورثے کی حیثیت سے متعلق موجودہ ریکارڈ کو کس طرح ملحوظ رکھا گیا ہے؟ اگر کسی زمین کی ملکیت متنازع ہے تو اس تنازعے کے حل کے لیے قانون میں مقررہ طریقے موجود ہیں۔ اگر کسی تعمیر کو غیر مجاز قرار دیا جا رہا ہے تو اس دعوے کی بنیاد، متعلقہ دستاویزات اور قانونی وجوہات سامنے لائی جانی چاہییں اور اگر کسی مقام کو تاریخی ورثے کی فہرست میں درج کیا گیا ہے تو اس کے تحفظ سے متعلق ضابطوں اور ذمہ داریوں کی وضاحت بھی ضروری ہے۔ محض ایک انتظامی نوٹس سے وہ تمام سوالات خود بخود ختم نہیں ہو جاتے جو کئی دہائیوں کے سرکاری اندراجات اور دستاویزی ریکارڈ کے حوالے سے پیدا ہوتے ہیں۔ تاریخی ورثے کی فہرست میں شمولیت اور زمین کی ملکیت دو الگ قانونی پہلو ہو سکتے ہیں۔ کسی عمارت کا تاریخی ورثہ ہونا بذاتِ خود ہر صورت میں زمین کی ملکیت کا قطعی فیصلہ نہیں، لیکن اس حیثیت کو نظر انداز کر کے عمارت کے مستقبل کا تعین کرنا بھی دانش مندی نہیں۔ اگر انتظامیہ کے پاس ملکیت یا تجاوزات کے بارے میں ایسے شواہد موجود ہیں جو سابقہ سرکاری اندراجات سے مختلف نتیجے کی طرف رہنمائی کرتے ہیں تو ان کی مکمل وضاحت کی جانی چاہیے۔ قانون کی بالادستی کا تقاضا یہی ہے کہ فیصلہ نہ تو جذبات کی بنیاد پر ہو اور نہ محض انتظامی قوت کے بل پر، بلکہ قابلِ جانچ شواہد اور متعلقہ قانونی اصولوں کے مطابق ہو۔ انتظامیہ اگر کسی علاقے میں انہدام یا بے دخلی کی کارروائی کر رہی ہے تو اسے یہ واضح کرنا چاہیے کہ مسجد جیسی فعال عبادت گاہ کو بنیادی سہولتوں سے محروم کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، اس اقدام کی قانونی بنیاد کیا ہے اور اس کے نتیجے میں نمازیوں کو لاحق مشکلات کے ازالے کے لیے کیا تدابیر اختیار کی گئیں۔ اگر کسی قانونی تنازعے کا فیصلہ ابھی باقی ہے تو ایسے اقدامات سے گریز کیا جانا چاہیے جو معاملے کو مزید پیچیدہ بنا دیں یا کسی فریق کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچانے کا سبب بنیں۔ انصاف کا حسن صرف فیصلے میں نہیں، بلکہ اس طریقہ کار میں بھی مضمر ہے جس کے ذریعے فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں دہلی وقف بورڈ کے کردار پر بھی سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ مسجد کے امام کی جانب سے بروقت مؤثر قانونی مدد نہ ملنے کی شکایات سامنے آئیں جبکہ بورڈ نے بعد ازاں متعلقہ حکام کو خطوط ارسال کر کے بجلی اور پانی کی فراہمی بحال کرنے کی درخواست کی۔ یہ صورتِ حال وقف املاک کے تحفظ کے لیے قائم اداروں کی ذمہ داریوں پر غور کرنے کی متقاضی ہے۔ اگر کوئی مسجد سرکاری ریکارڈ میں وقف جائیداد کے طور پر درج ہے تو متعلقہ ادارے کا فرض ہے کہ وہ اس کے حقوق، دستاویزات اور قانونی حیثیت کے دفاع کے لیے بروقت اور مؤثر اقدامات کرے۔ محض مراسلت، رسمی کارروائی اور زبانی یقین دہانیوں سے ایسے پیچیدہ تنازعات کا حل ممکن نہیں۔ وقف اداروں کی کارکردگی کا معیار اس بات سے متعین ہونا چاہیے کہ وہ متنازع املاک کے تحفظ کے لیے کتنی مستعدی، شفافیت اور قانونی بصیرت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہندوستان کا آئین مذہبی آزادی کو بنیادی حقوق میں شمار کرتا ہے۔ دستور کی دفعہ 25 تمام افراد کو آزادیِ ضمیر اور مذہب پر عمل، اس کی تبلیغ اور اس کے اظہار کا حق دیتی ہے، البتہ یہ حق امنِ عامہ، اخلاق اور صحت سمیت آئینی حدود کے تابع ہے۔ دفعہ 26 مذہبی فرقوں کو اپنے مذہبی امور کے انتظام سے متعلق حقوق فراہم کرتی ہے جو دستور میں مذکور شرائط کے تحت قابلِ استعمال ہیں۔ ان دفعات کا مقصد یہ ہے کہ ریاست مذہبی آزادی کی حفاظت کرے، قانون کے دائرے میں تمام شہریوں کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھے اور مذہبی امور میں اپنے اختیارات کو آئینی حدود سے تجاوز نہ کرنے دے۔ اس لیے کسی مسجد یا مذہبی ادارے سے متعلق تنازعے میں یہ دیکھنا لازم ہے کہ انتظامی اقدام متعلقہ قوانین، عدالتی احکامات اور بنیادی حقوق کے تقاضوں سے کس حد تک ہم آہنگ ہے۔ یہاں بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومتوں اور ان کے زیرِ انتظام ریاستی اداروں کے طرزِ عمل پر بھی سوال اٹھنا فطری ہے۔ جب مختلف مقامات پر مسلم مذہبی عمارتوں کے خلاف کارروائیوں کی خبریں سامنے آتی ہیں تو مسلم معاشرے میں یہ اندیشہ تقویت پکڑتا ہے کہ آیا قانون کا نفاذ یکساں اصولوں کے مطابق ہو رہا ہے یا مذہبی شناخت بھی فیصلوں اور اقدامات پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ اس اندیشے کو سیاسی الزام کہہ کر مسترد کرنا مسئلے کا حل نہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ شفافیت، غیر جانب داری اور قابلِ اعتماد شواہد کے ذریعے ایسے خدشات کا ازالہ کرے۔ تاہم، کسی خاص کارروائی کے پسِ پشت مذہبی تعصب یا سیاسی مقصد کار فرما ہونے کا فیصلہ بھی ٹھوس شواہد کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ نہ ہر انتظامی کارروائی کو بلا تحقیق تعصب قرار دینا درست ہے اور نہ ہر کارروائی کو محض سرکاری حکم ہونے کی وجہ سے تنقید سے بالاتر سمجھا جا سکتا ہے۔ حکومتوں کی ساکھ بلند بانگ دعووں سے نہیں بلکہ ان کے عملی طرزِ عمل سے متعین ہوتی ہے۔ اگر حکمران آئینی مساوات، مذہبی رواداری اور سب کے لیے یکساں قانون کی پاسداری کے دعوے کرتے ہیں تو ان دعووں کا امتحان انہی مواقع پر ہوتا ہے جہاں کسی کمزور یا اقلیتی طبقے کے حقوق داؤ پر لگے ہوں۔ انصاف کا حقیقی معیار یہ نہیں کہ اکثریتی طبقے کی عبادت گاہوں اور تاریخی عمارتوں کو کس قدر تحفظ حاصل ہے بلکہ یہ ہے کہ اقلیتوں کے حقوق بھی اسی سنجیدگی اور غیر جانب داری کے ساتھ محفوظ رکھے جاتے ہیں یا نہیں۔ کسی مذہبی عمارت کے بارے میں قانونی اعتراض ہو تو اس کا جواب قانون کے ذریعے دیا جائے، نہ کہ مذہبی شناخت کے سبب کسی فریق کو پہلے سے مشتبہ قرار دے دیا جائے۔ مسجد، مدرسہ، مزار، خانقاہ اور قبرستان مسلمانوں کے مذہبی و تہذیبی تشخص سے وابستہ مقامات ہیں۔ ان میں سے ہر مقام کی قانونی حیثیت الگ ہو سکتی ہے اور ہر تنازعے کا فیصلہ اس کے مخصوص شواہد کے مطابق ہونا چاہیے لیکن ان مقامات سے وابستہ مذہبی جذبات کو غیر اہم سمجھ لینا انتظامی بصیرت کے منافی ہے۔ اسی طرح مذہبی جذبات کی آڑ میں قانون سے استثنا طلب کرنا بھی درست نہیں۔ ایک مہذب جمہوریت کی خوبی یہی ہے کہ وہ حقوق اور ذمہ داریوں کے درمیان توازن قائم رکھے، قانونی اعتراضات کا شفاف فیصلہ کرے اور مذہبی حساسیت کو تصادم کا ذریعہ بننے سے روکے۔ دہلی کی ریس کورس مسجد کا معاملہ اس لیے بھی خصوصی توجہ کا مستحق ہے کہ اس کے بارے میں تاریخی ورثے کی فہرست، وقف اندراج اور سرکاری اراضی کے دعوے جیسے متعدد پہلو بیک وقت سامنے آئے ہیں۔ ان تمام پہلوؤں کو الگ الگ جانچنے کے بجائے ایک جامع قانونی جائزے کی ضرورت ہے۔ متعلقہ حکام کو چاہیے کہ مسجد کی زمین اور عمارت کے متعلق دستیاب ریکارڈ واضح کریں، بے دخلی کے نوٹس کی قانونی بنیاد عام کریں، تاریخی ورثے کی حیثیت سے متعلق ضابطوں کی وضاحت کریں اور مسجد انتظامیہ کو اپنا مؤقف پیش کرنے کا مؤثر موقع فراہم کریں۔ اگر معاملے میں کوئی عدالتی حکم نافذ العمل ہے تو اس کی حدود اور اطلاق بھی پوری صراحت کے ساتھ بیان کیا جانا چاہیے، تاکہ کسی فریق کو حقائق کے بارے میں ابہام میں مبتلا نہ رہنا پڑے۔ اس کے ساتھ مرکزی حکومت، وزارتِ اقلیتی امور، دہلی حکومت، وقف بورڈ اور شہری انتظامیہ کو اپنی اپنی قانونی ذمہ داریوں کا تعین کرتے ہوئے فوری طور پر ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیے جو تنازعے کو مزید شدت دینے کے بجائے منصفانہ حل کی طرف لے جائے۔ مسجد کے تحفظ سے متعلق درخواستوں کا محض رسمی جواب کافی نہیں؛ ضروری ہے کہ ان پر سنجیدہ غور کیا جائے اور تمام متعلقہ فریقوں کو قابلِ اعتماد معلومات فراہم کی جائیں۔ تاریخی عمارتوں کے تحفظ کے لیے قائم اداروں کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ ایسے مقامات کی حیثیت اور ان کے مستقبل کے بارے میں ابہام دور کریں۔ جب ریکارڈ متضاد ہو یا قانونی دعوے ایک دوسرے سے مختلف ہوں تو شفاف تحقیقات اور عدالتی رہنمائی ہی اعتماد کی بحالی کا مؤثر ذریعہ بن سکتی ہیں۔ یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ کسی مذہبی عمارت کے تحفظ کا مطالبہ قانون سے بالاتر ہونے کی خواہش نہیں، بلکہ قانون کے منصفانہ نفاذ کی درخواست ہے۔ مسلمان ہوں یا کسی دوسرے مذہب کے پیروکار، ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے مذہبی حقوق کے معاملے میں قانونی ضابطوں کی پابندی کی جائے۔ اگر تجاوزات کے خلاف کارروائی ضروری ہے تو وہ غیر جانب دارانہ اصولوں کے تحت ہو؛ اگر کسی تاریخی عمارت کو تحفظ حاصل ہے تو اس کے متعلقہ ضابطوں کی پابندی کی جائے؛ اور اگر ملکیت کا تنازع موجود ہے تو اسے قابلِ اطلاق قانونی طریقۂ کار کے مطابق حل کیا جائے۔ یہی وہ اصول ہیں جن سے شہریوں کا ریاستی اداروں پر اعتماد مستحکم ہوتا ہے۔ اجین کی شاہی مسجد سے دہلی کی ریس کورس مسجد تک سامنے آنے والے واقعات نے یہ سوال نمایاں کر دیا ہے کہ ترقیاتی منصوبوں اور انتظامی اختیارات کے استعمال میں تاریخی ورثے، مذہبی آزادی اور شہری حقوق کو کس طرح محفوظ رکھا جائے گا۔ اس سوال کا جواب نہ محض سیاسی صف بندی میں پوشیدہ ہے اور نہ جذباتی نعروں میں، اس کا جواب شفاف ریکارڈ، غیر جانب دارانہ کارروائی، قانونی جواب دہی اور آئینی اقدار کی عملی پاسداری میں مضمر ہے۔ حکومت اگر ان اصولوں کو مقدم رکھے تو مذہبی تنازعات کو شدت اختیار کرنے سے روکا جا سکتا ہے، اور اگر ان اصولوں سے انحراف کا تاثر پیدا ہو تو عوامی بے اعتمادی میں اضافہ ہونا فطری ہے۔ تاریخی مساجد کا تحفظ کسی ایک مذہبی طبقے کا محدود مطالبہ نہیں، بلکہ ہندوستان کی تہذیبی تاریخ، آئینی روح اور جمہوری وقار سے وابستہ مسئلہ ہے۔ ریس کورس مسجد کے معاملے میں اب ضرورت اس امر کی ہے کہ قانونی دعوؤں کی مکمل جانچ کی جائے، متعلقہ دستاویزات کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے اور کسی بھی ناقابلِ تلافی اقدام سے قبل انصاف کے تمام تقاضے پورے کیے جائیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس معاملے کو محض زمین کے انتظامی تنازعے تک محدود نہ رکھے، بلکہ اس کے مذہبی، تاریخی اور آئینی پہلوؤں کو بھی سنجیدگی سے ملحوظ رکھے۔ کسی ریاست کی عظمت اس کی قوتِ بازو سے نہیں بلکہ اس کے عدل، تحمل اور کمزور ترین شہری کے حق کی حفاظت سے پہچانی جاتی ہے۔ یہی معیار ہندوستان کے آئینی وعدے کی روح ہے اور اسی پر اس کی جمہوری ساکھ کا انحصار ہے۔

------راجستھان کے مدارس------تعلیمی اصلاح کے نام پر قانونی خودمختاری کا امتحان!

راجستھان میں تقریباً تین ہزار مدارس کے انتظامی و تعلیمی مستقبل سے متعلق ہائی کورٹ کی حالیہ کارروائی نے اقلیتی تعلیمی اداروں کی آئینی حیثیت، مذہبی آزادی، تعلیمی معیار اور حکومتی نگرانی کے باہمی تعلق کو ایک مرتبہ پھر قومی مباحثے کے مرکز میں لا کھڑا کیا ہے۔ جسٹس ونیت کمار ماتھر اور جسٹس چندر شیکھر شرما پر مشتمل ڈویژن بنچ نے پرتھپال سنگھ کی جانب سے دائر کردہ عرضی پر ریاستی حکومت سے تفصیلی حلف نامہ طلب کرتے ہوئے اسے ۱۷ اکتوبر ۲۰۲۶ء تک اپنا لائحہ عمل پیش کرنے کی ہدایت دی ہے۔ اس مقدمے کا بنیادی سوال مدارس کے نصاب یا انتظامی ڈھانچے تک محدود نہیں بلکہ اس سے یہ وسیع تر مسئلہ بھی وابستہ ہے کہ تعلیمی معیار کی بہتری، بچوں کے حقوق کے تحفظ اور مذہبی اقلیتوں کی آئینی آزادی کے مابین توازن کس طرح برقرار رکھا جائے۔ عرضی گزار کی جانب سے راجستھان مدرسہ بورڈ ایکٹ ۲۰۲۰ء کی قانونی حیثیت اور اس کے تحت مدارس کے انتظامی و تعلیمی معاملات پر اٹھائے گئے اعتراضات نے ایک اہم قانونی بحث کو جنم دیا ہے۔ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ریاستی محکمہ تعلیم کی جانب سے ان اداروں کی نگرانی کا موجودہ نظام مؤثر نہیں اور تعلیم کے معیار کو جانچنے کے لیے مزید سخت ضوابط کی ضرورت ہے۔ اسی بنیاد پر عدالت کے سامنے ایسے متعدد مطالبات رکھے گئے ہیں جن کے اثرات ریاست کے ہزاروں مدارس، ان میں زیرِ تعلیم طلبہ اور تدریسی خدمات انجام دینے والے افراد تک پہنچ سکتے ہیں۔ تاہم یہ امر پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ عدالت نے فی الحال ان مطالبات کو حتمی قانونی منظوری نہیں دی نہ ہی مدرسہ بورڈ ایکٹ کو کالعدم قرار دیا ہے۔ موجودہ مرحلہ ریاستی حکومت سے جواب طلب کرنے اور قانونی نکات کا جائزہ لینے کا ہے، جسے کسی حتمی فیصلے یا مدارس کے خلاف عدالتی حکم کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہوگا۔ عرضی گزار کے وکیل نے مطالبہ کیا ہے کہ مدارس میں ابتدائی اور بالائی ابتدائی درجات کے لیے باقاعدہ نصاب نافذ کیا جائے، ضلعی سطح پر مشترکہ امتحانات کا اہتمام ہو اور طلبہ کی تعلیمی استعداد جانچنے کے لیے ایک مربوط نظام تشکیل دیا جائے۔ بادی النظر میں تعلیمی معیار کی پیمائش، طلبہ کی علمی پیش رفت کا جائزہ اور تدریسی نظام کی بہتری ایسے امور ہیں جن پر کسی بھی تعلیمی ادارے میں سنجیدہ توجہ دی جانی چاہیے۔ تعلیم کا مقصد محض اسناد کی تقسیم نہیں بلکہ طالب علم میں فکری بالیدگی، علمی استدلال، اخلاقی شعور اور عملی زندگی کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ مدارس بھی اس عمومی تعلیمی ضرورت سے مستثنیٰ نہیں، تاہم یہ طے کرنا ضروری ہے کہ اصلاح کا طریقۂ کار کیا ہوگا، اس کی قانونی بنیاد کتنی مضبوط ہوگی اور اس کے نفاذ میں مدارس کی مذہبی و تعلیمی شناخت کو کس حد تک ملحوظ رکھا جائے گا۔ مدارس کی تعلیمی بہتری اور ان کے مذہبی تشخص کے درمیان کسی مصنوعی تصادم کو جنم دینا نہ علمی دیانت کے مطابق ہے

اُردو طنز و مزاح کا آغاز و ارتقاء

تمہید: ۔اُردو ادب کی تاریخ میں طنز و مزاح کو ایک اہم، مؤثر اور با مقصد ادبی صنف کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ صنف انسانی زندگی کی ناہمواریوں، معاشرتی تضادات، سیاسی بے اعتدالیوں، اخلاقی کمزوریوں اور تہذیبی رویوں کو نمایاں کرنے کا ایک دل چسپ اور بلیغ ذریعہ ہے۔ طنز و مزاح بظاہر ہنسانے کا فن معلوم ہوتا ہے، لیکن اس کے پس منظر میں انسانی زندگی کے گہرے مشاہدات، معاشرتی شعور، فکری بصیرت اور اصلاحی جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ ایک کامیاب طنز نگار محض قہقہے پیدا نہیں کرتا بلکہ اپنے عہد کے ان مسائل کی نشان دہی بھی کرتا ہے جنہیں عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ وہ معاشرے کی خامیوں کو اس انداز سے پیش کرتا ہے کہ قاری ہنسنے کے ساتھ ساتھ سوچنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ اردو طنز و مزاح کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں مشرقی تہذیب، ہندوستانی معاشرت، انسانی نفسیات، سیاسی شعور اور زبان و بیان کی لطافتیں ایک دوسرے سے مربوط نظر آتی ہیں۔ اس صنف نے مختلف ادوار میں اپنے اسلوب، موضوعات اور فکری رجحانات کے اعتبار سے ترقی کی اور جدید دور میں بھی اپنی معنویت برقرار رکھی ہے۔ طنز اور مزاح دو الگ الگ مگر باہم مربوط ادبی اصطلاحات ہیں۔ مزاح سے مراد ایسی تحریر، گفتگو یا ادبی اظہار ہے جو ذہانت، لطافت، ظرافت اور غیر متوقع صورتِ حال کے ذریعے مسرت اور ہنسی پیدا کرے۔ اس میں زندگی کے معمولی واقعات کو غیر معمولی انداز میں پیش کرنے، الفاظ کے برجستہ استعمال، انسانی عادات کی دل چسپ عکاسی اور واقعات کی مضحکہ خیز جہتوں کو نمایاں کرنے کی صلاحیت شامل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس طنز میں کسی فرد، طبقے، ادارے، رسم، روایت یا معاشرتی برائی پر تنقید کی جاتی ہے۔ طنز کا مقصد صرف ہنسانا نہیں بلکہ کسی خرابی کو بے نقاب کرنا اور اس کے خلاف فکری بیداری پیدا کرنا بھی ہوتا ہے۔ جب مزاح کے ساتھ تنقیدی شعور اور اصلاحی جذبہ شامل ہو جائے تو طنز و مزاح کی ایک مؤثر صورت سامنے آتی ہے۔ تاہم طنز ہمیشہ ہلکے پھلکے مزاح کا محتاج نہیں ہوتا؛ بعض اوقات اس میں تلخی، سنجیدگی اور احتجاج کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر مزاحیہ تحریر طنزیہ نہیں ہوتی، کیونکہ بعض تحریروں کا مقصد صرف تفریح اور مسرت کی فراہمی ہوتا ہے۔ ادبی نقطۂ نظر سے طنز و مزاح کی کامیابی کا انحصار اس بات پر ہے کہ مصنف اپنے مشاہدات کو فنی مہارت، زبان کی شائستگی، فکری گہرائی اور تخلیقی قوت کے ساتھ کس طرح پیش کرتا ہے۔ اردو طنز و مزاح کے آغاز کا تعین کسی ایک تاریخ یا واقعے سے کرنا آسان نہیں، کیونکہ اس کے ابتدائی نقوش زبان کی تشکیل، عوامی ثقافت، لوک روایات، قصہ گوئی، ضرب الامثال، لطیفوں اور شاعری میں بتدریج نمایاں ہوتے ہیں۔ برصغیر کی مختلف زبانوں اور تہذیبی روایتوں میں مزاح، ظرافت اور طنزیہ اظہار کی قدیم روایت موجود تھی۔ اردو زبان نے جب شمالی ہندوستان کی مختلف لسانی اور تہذیبی روایتوں کے امتزاج سے اپنی ادبی شناخت قائم کی تو اس میں بھی مزاحیہ اظہار کی گنجائش پیدا ہوئی۔ عوامی زندگی کے روزمرہ واقعات، انسانی کمزوریوں، سماجی ناہمواریوں اور طبقاتی فرق کو لطیف انداز میں بیان کرنے کا رجحان اردو کے ابتدائی ادبی ماحول میں موجود تھا۔ دکنی ادب میں بھی ظرافت اور دل چسپ طرزِ بیان کے عناصر ملتے ہیں۔ اگرچہ ابتدائی دور میں طنز و مزاح ایک مستقل اور منظم نثری صنف کی صورت میں پوری طرح سامنے نہیں آیا تھا، تاہم شاعری، قصوں، حکایات اور عوامی روایتوں میں اس کے بنیادی عناصر موجود تھے۔ یہی عناصر بعد کے زمانے میں اردو طنز و مزاح کی باقاعدہ ادبی تشکیل کے لیے بنیاد ثابت ہوئے۔ اردو شاعری میں طنز و مزاح کی روایت خاصی قدیم اور متنوع ہے۔ کلاسیکی شعرا نے انسانی فطرت، معاشرتی رسوم، عشق و محبت، تصنع، ریاکاری اور روزمرہ زندگی کے تضادات کو مختلف انداز میں پیش کیا۔ اردو غزل میں ظرافت اکثر لطیف اشاروں، معنی آفرینی، لفظی مناسبت اور غیر متوقع شعری صورتِ حال کے ذریعے ظاہر ہوتی ہے۔ میر تقی میر کے یہاں انسانی زندگی کے تجربات اور معاشرتی مشاہدات کی گہرائی ملتی ہے، جب کہ مرزا غالب کے کلام میں ذہانت، شوخی، خود آگہی اور معنی خیز ظرافت نمایاں ہے۔ غالب کی شاعری میں زندگی کی پیچیدگیوں کو ایک ایسے انداز میں بیان کیا گیا ہے جس میں بسا اوقات سنجیدگی اور مزاح ایک دوسرے میں مدغم ہو جاتے ہیں۔ ان کے خطوط میں بھی برجستگی، بے تکلفی، روزمرہ زندگی کے واقعات اور انسانی رویوں پر دل چسپ تبصرے ملتے ہیں۔ اسی طرح انشا اللہ خاں انشا کی تحریروں اور شاعری میں زبان کی شوخی، لفظی صنعتوں اور مزاحیہ اندازِ بیان کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ کلاسیکی شاعری میں طنز و مزاح اگرچہ ہر جگہ مستقل مقصد کے طور پر موجود نہیں، لیکن اس نے اردو کے ادبی مزاج میں ظرافت، حاضر جوابی اور معاشرتی مشاہدے کی روایت کو مضبوط کیا۔ انیسویں صدی اردو طنز و مزاح کی تاریخ میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ اس زمانے میں اردو نثر نے نئی صورت اختیار کی اور معاشرتی اصلاح، تعلیم، تہذیبی تبدیلی اور جدید شعور کے موضوعات ادبی اظہار کا حصہ بننے لگے۔ برطانوی اقتدار کے قیام، جدید تعلیمی نظام کے فروغ، چھاپہ خانے کی ترقی اور اخبارات و رسائل کی اشاعت نے اردو نثر کے دائرے کو وسیع کیا۔ معاشرتی زندگی میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں نے ادیبوں کو نئی حقیقتوں کی طرف متوجہ کیا۔ پرانی رسوم، غیر معقول عقائد، طبقاتی امتیاز، ظاہری رکھ رکھاؤ اور سماجی منافقت جیسے موضوعات ادبی تنقید کا حصہ بنے۔ اس دور میں طنز و مزاح نے اصلاحِ معاشرہ کے ایک مؤثر وسیلے کی حیثیت اختیار کی۔ دہلی اور لکھنؤ کے تہذیبی ماحول، زبان کی نزاکت، معاشرتی آداب اور طبقاتی فرق نے بھی اس صنف کے لیے موضوعات فراہم کیے۔ جدید نثر کے فروغ سے پہلے جو طنز و ظرافت زیادہ تر شاعری، حکایات اور زبانی روایتوں میں بکھری ہوئی تھی، وہ رفتہ رفتہ مضمون، انشائیہ، ناول، ڈرامے اور اخباری تحریروں میں منظم ہونے لگی۔ یوں اردو طنز و مزاح ایک مستقل ادبی شناخت کی طرف بڑھنے لگا۔ سرسید احمد خاں کی اصلاحی تحریک نے اردو نثر میں عقلیت، سماجی شعور اور عملی زندگی کے مسائل کو نمایاں کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے زیرِ اثر ادیبوں نے تعلیم، تہذیب، اخلاق، معاشرتی اصلاح اور جدید فکر کو اپنی تحریروں کا موضوع بنایا۔ اس ماحول میں طنز و مزاح نے بھی نئی معنویت حاصل کی۔ اکبر الہ آبادی کی شاعری اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے مغربی تہذیب کی اندھی تقلید، جدید تعلیم کے بعض سطحی اثرات، نوآبادیاتی ذہنیت، معاشرتی تصنع اور بدلتے ہوئے اقدار پر طنزیہ انداز میں اظہارِ خیال کیا۔ ان کے اشعار میں ظاہری ترقی اور باطنی زوال کے تضاد کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اکبر کا طنز محض کسی فرد یا طبقے کا مذاق اڑانے تک محدود نہیں، بلکہ اس کے پس منظر میں تہذیبی خود آگہی اور اجتماعی شناخت کا سوال موجود ہے۔ ان کی شاعری میں مزاح کی دل چسپی کے ساتھ فکری احتجاج بھی شامل ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ شعر کے مختصر پیرایے میں بھی گہری سماجی تنقید پیش کی جا سکتی ہے۔ اس اعتبار سے اکبر الہ آبادی اردو کے اہم طنزیہ شعرا میں شمار ہوتے ہیں، جنہوں نے طنز کو ایک سنجیدہ فکری اور تہذیبی وسیلے کے طور پر استعمال کیا۔ اردو نثر میں طنز و مزاح کے ارتقاء کے لیے انیسویں صدی کے مزاحیہ ناول، اصلاحی تحریریں اور معاشرتی مضامین خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد کے ناولوں میں معاشرتی اصلاح، گھریلو زندگی، تعلیم اور اخلاقی تربیت کے موضوعات نمایاں ہیں۔ ان کے ہاں مزاح اور طنز بعض اوقات کرداروں کے رویوں اور روزمرہ واقعات کے ذریعے سامنے آتے ہیں۔ رتن ناتھ سرشار کے ناول فسانۂ آزاد میں لکھنؤ کی تہذیب، معاشرتی رنگارنگی، کرداروں کی حرکات و سکنات اور زبان کی شوخی نے مزاحیہ نثر کو نئی جہت عطا کی۔ اس ناول میں واقعات کی دل چسپی، مکالموں کی برجستگی اور معاشرتی زندگی کی عکاسی اہم فنی خصوصیات ہیں۔ اسی طرح پنڈت رتن ناتھ سرشار کے عہد میں شہری زندگی کے مختلف طبقات اور ان کے رویوں کو ادب میں جگہ ملی۔ اس مرحلے پر اردو طنز و مزاح محض تفریح کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ معاشرتی کرداروں، تہذیبی تبدیلیوں اور انسانی کمزوریوں کی عکاسی کا وسیلہ بھی بن گیا۔ نثر کے فروغ نے اس صنف کو زیادہ وسیع موضوعاتی دائرہ فراہم کیا اور مزاحیہ کردار نگاری، مکالمہ نگاری اور واقعہ نگاری کو اس کی فنی تشکیل میں اہم مقام حاصل ہوا۔ بیسویں صدی میں اردو طنز و مزاح کو جس ادبی وقار اور فنی بلندی سے نوازا گیا، اس میں پطرس بخاری کا نام نمایاں ہے۔ ان کا مجموعۂ مضامین پطرس کے مضامین اردو کے مزاحیہ ادب میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ پطرس بخاری کی مزاح نگاری کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ وہ روزمرہ زندگی کے معمولی واقعات کو غیر معمولی ادبی مہارت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ان کے یہاں مبالغہ، برجستہ مکالمہ، کرداروں کی نفسیاتی عکاسی، زبان کی سادگی اور صورتِ حال سے پیدا ہونے والا مزاح نمایاں ہے۔ وہ عام انسانی عادات اور چھوٹی چھوٹی الجھنوں کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں کہ قاری اپنے تجربات کی جھلک ان میں دیکھنے لگتا ہے۔ ان کی تحریروں میں مزاح کا انحصار محض لفظی بازی گری پر نہیں ، بلکہ واقعات کی ترتیب، مشاہدے کی باریکی اور انسانی رویوں کی شناخت پر ہوتا ہے۔

پطرس کا اسلوب شائستہ، مہذب اور غیر جارحانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی مزاح نگاری وقت گزرنے کے باوجود تازہ محسوس ہوتی ہے۔ انہوں نے اردو نثر میں یہ ثابت کیا کہ عمدہ مزاح کے لیے غیر معمولی واقعات ضروری نہیں، بلکہ معمولی زندگی کا گہرا مشاہدہ بھی بڑے ادبی تجربے میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ رشید احمد صدیقی اردو کے ان ممتاز ادیبوں میں شامل ہیں جنہوں نے مزاح کو تہذیبی شعور، علمی روایت اور شائستہ طرزِ اظہار سے مربوط کیا۔ ان کی تحریروں میں علی گڑھ کی علمی و تہذیبی فضا، اساتذہ اور طلبہ کی زندگی، علمی مجالس اور معاشرتی رویوں کی دل چسپ عکاسی ملتی ہے۔ ان کا مزاح سطحی ہنسی یا محض لفظی شوخی پر مبنی نہیں، بلکہ اس کے پیچھے تہذیبی حافظہ، انسانی تعلقات کی نزاکت اور زندگی کے تجربات موجود ہوتے ہیں۔ رشید احمد صدیقی کے ہاں ماضی کی یاد، علمی اداروں سے وابستگی اور بدلتے ہوئے سماجی حالات کے بارے میں ایک مخصوص احساس پایا جاتا ہے۔ وہ کرداروں کی خوبیوں اور خامیوں کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ تنقید میں بھی محبت اور احترام کا عنصر باقی رہتا ہے۔ ان کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ طنز و مزاح کا ایک

اے ایچ ایس ٹورس اینڈ ٹریولس کی دوسری شاخ کا شاندار افتتاح

حیدرآباد 23 اکتوبر (پریس نوٹ) حیدرآباد کے ٹولی چوکی میں اے ایچ ایس ٹورس اینڈ ٹریولس (AHS Tours and Travels) کی دوسری شاخ کا شاندار افتتاح عمل میں آیا۔ اس مبارک موقع پر علماء کرام، معزز مہمانوں اور دیگر شخصیات کی موجودگی میں افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مہمانِ خصوصی حضرت مولانا سید محمد علی قادری الہاشمی ممشاد پاشاہ صاحب، نبیرۂ حضرت سید زرد علی شاہ صاحب، و دیگر مہمان کی موجودگی میں جناب کوثر محی الدین صاحب، رکن اسمبلی مجلس اتحاد المسلمین (ایم آئی ایم)، ٹولی چوکی (کاروان)، حیدرآباد کے ہاتھوں افتتاحی رسم انجام دی گئی۔ اس موقع پر محترمہ و جناب محمد اقبال خان محمد یوسف خان مالک و مینیجنگ ڈائریکٹر، AMIGOS Global General Trading LLC، دبئی، متحدہ عرب امارات * محمد عبدالعظیم قریشی مینیجنگ ڈائریکٹر، Al Haqq Global، متحدہ عرب امارات و دیگر موجود تھے۔ اس موقع پر مینیجنگ ڈائریکٹر، اے ایچ ایس گروپ خادم القرآن حافظ محمد عامر خان شاذلی، بانی مدرسہ ابوالحسن شاذلی اور پرائم انسٹی ٹیوٹ آف لرننگ۔ اے ایچ ایس گروپ ٹورس مینجمنٹ: محمد آصف خان شاذلی نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ محمد فسی الدین۔ محمد ریاض الدین۔ محمد رفیع الدین نے بھی شرکت کی۔ اس بابرکت موقع پر دعا اور افتتاحی تقریب میں مولانا ممشاد پاشاہ صاحب سمیت دیگر معزز شخصیات نے شرکت کی اور ادارے کی ترقی، کامیابی اور نیک مقاصد کی تکمیل کے لیے دعائیں کیں۔

ممتاز شاعر لطیف الدین لطیف کی دختر کا عقد مسعود

حیدرآباد 23 اکتوبر: طنز و مزاح کے ممتاز شاعر لطیف الدین لطیف کی دختر تہنیت لطیف ایم سی اے بی ایڈ کا عقد نکاح محمد بہاء الدین زمیندار کے فرزند محمد معین الدین کمپیوٹر انجینیر کے ساتھ کل شب ایس ڈی ایس پیرل پیالیس اپر پلی حیدرآباد پر انجام پایا۔ محفل عقد میں طارق انصاری صدرنشین تلنگانہ اقلیتی کمیشن، پروفیسر ایس اے شکور ڈائریکٹر دارۃ المعارف جامعہ عثمانیہ، نصیر الدین سابق کارپوریٹر نانل نگر، سنیر کانگریسی قائد زین العابدین عابد، ڈاکٹر اسلام الدین مجاہد، سید مسکین احمد صدر انجمن محبان اردو تلنگانہ، ڈاکٹر جاوید کمال صدر ریختہ گویان، سعد اللہ خان سبیل صدر تلنگانہ اردو تحریک، ممتاز صحافی ایم اے ماجد، کے این واصف، ڈاکٹر فاضل حسین پرویز، ریاض احمد، ایف ایم سلیم، محمد حسام الدین ریاض، محمد علیم الدین فوٹو جرنلسٹ، دکن کے معروف شعراء صلاح الدین نیر، ڈاکٹر محسن جلگانوی، ڈاکٹر روف خیر، سمیع اللہ سمیع، سیف نظامی، سردار سلیم، نوید جعفری، صوفی سلطان شطاری، ڈاکٹر طیب پاشاہ قادری، ظفر فاروقی، شکیل حیدر کانپوری، محبوب خاں اصغر، ارشد شرفی، قاضی فاروق عارفی، علی جواد شہپر، افتخار عابد، ثناء اللہ وصفی، بصیر خالد، شاہنواز ہاشمی، عبدالشکور شاداب اور طنز و مزاح کے نامور شعراء منور علی مختصر، معین امر بمبو، فرید سحر، وحید پاشاہ قادری مزاحیہ اسٹیج فنکار حامد کمال، قادر شریف، کے بی جانی، معروف غزل سنگر عدنان سالم، مشیر انجمن محبان اردو تلنگانہ شیخ نعیم کے علاوہ دوست احباب رشتہ داروں اور معززین شہر کی کثیر تعداد شریک تھی۔ محمد عفیف الدین نے مہمانوں کا استقبال کیا۔

کوہیر بی آر ایس قائدین نے سابقہ وزیر ٹی ہریش راؤ کو دسہرہ کی مبارکباد پیش کی

کوہیر 23 اکتوبر: دسہرہ تہوار کے موقع پر کوہیر ٹاؤن بی آر ایس پارٹی قائدین کے ایک وفد کے نرسملو یادو کوہیر منڈل بی آر ایس پارٹی صدر، ایم اے کلیم کونسلر کوہیر بلدیہ، محمد عقیل احمد بی آر ایس پارٹی صدر کوہیر ٹاؤن نے رکن اسمبلی ظہیر آباد کے مانک راؤ کے ہمراہ حیدرآباد میں سابقہ ریاستی وزیر و رکن اسمبلی سدی پیٹ ٹی ہریش راؤ سے ان کی رہائش گاہ پر ملاقات کی اور انہیں شال پوشی کرتے ہوئے دسہرہ تہوار کی مبارکباد پیش کی اس موقع پر ٹی ہریش راؤ نے نو منتخب کونسلر اور نو نامزد صدر کو ہدایت دیتے ہوئے بتایا کہ ہر عید ایک خوشیوں کی سوغات لے کر آتی ہے ہمارے ملک ہندوستان کی یہی ایک خوبصورتی ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کے تہوار میں شرکت کرتے ہوئے مادر وطن کے بھائیوں کو عید کی مبارکباد دیتے ہوئے بغلگیر ہوتے ہیں اس وقت دل میں ایک طرح کی ایک دوسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے انہوں نے کہا کہ جو بھی کونسلر منتخب ہوئے ہیں وہ عوام کی خدمت میں مصروف ہو جائیں عوام کے مسائل حل کرنے کو اولین ترجیح دیں آنے والی حکومت بی ار ایس پارٹی کی ہی ہوگی کیونکہ عوام ریونت ریڈی حکومت سے عاجز آچکی ہے انہوں نے غیر معینہ برقی کٹوتی سے ریاست تلنگانہ کے کسان کافی پریشان حال میں ہے آج ربیع کے سیزن میں یہ حال ہے تو موسم گرما میں کیا ہوگا انہوں نے عوام سے خواہش کی ھیکہ وہ بجلی اور پانی کے غیر ضروری استعمال کو ترک کریں کیونکہ ریاست میں ال نینو کا اثر زبردست طریقے سے جاری ہے عوام کو احتیاط برتنے کی ضرورت ہے اس موقع پر کوہیر بلدیہ کونسلر محمد چاند قریشی، کونسلر این سمپت کمار، اسلم زید نمائندہ کونسلر، اور محمد اظہر الدین نمائندہ کونسلر، محمد سراج، محمد احسن، محمد عثمان، محمد عادل، ایم سندیپ، جگدیش، مہندر، دھنو، کے راجیا اور دیگر اہم قائدین موجود تھے۔

کرناٹک شمال مشرقی اساتذہ حلقہ انتخاب، قائدین نے انتخابی سرگرمیوں کا جائزہ لیا

بیدر 23 اکتوبر: کرناٹک شمال مشرقی اساتذہ حلقہ انتخاب قانون ساز کونسل انتخابات کے سلسلے میں آر ڈی پی آر وزیر اور ضلع انچارج وزیر جناب ایشور کھنڈرے نے بھالکی تعلقہ کے بھاتمبرا پولنگ اسٹیشن کا دورہ کیا اور ووٹنگ کے عمل کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر انہوں نے پارٹی کارکنوں سے تبادلۂ خیال بھی کیا۔ اسی سلسلے میں سابق وزیر اور بیدر شمال کے رکن اسمبلی جناب رحیم خان نے بھی بیدر کے مختلف پولنگ اسٹیشنوں کا دورہ کیا اور کانگریس کے ایم ایل سی امیدوار جناب شرنپا متور کی حمایت میں انتخابی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر عبدالمنان سیٹھ بھی انتخابی سرگرمیوں کے سلسلے میں پارٹی کارکنوں کے ساتھ رابطے میں رہے۔ رہنماؤں نے پولنگ کے عمل کا مشاہدہ کیا اور کارکنوں سے تبادلۂ خیال کیا۔ ان دوروں کا مقصد انتخابی عمل کا جائزہ لینا اور پارٹی کارکنوں کے ساتھ رابطہ قائم رکھنا تھا۔

ہریش راؤ سے ظہیر آباد کے بی آر ایس قائدین کی ملاقات اور دسہرہ کی مبارکباد پیش کی

ظہیر آباد 22 اکتوبر: دسہرہ تہوار کے موقع پر ظہیر آباد رکن اسمبلی کونٹی مانک راؤ اور سابق ڈی سی ایم ایس چیرمین شیوا کمار نے بی آر ایس پارٹی کے قائدین کے ہمراہ حیدرآباد میں اسمبلی کے ڈپٹی فلور لیڈر، سابق ریاستی وزیر اور سدی پیٹ کے رکن اسمبلی تنیر و ہریش راؤ کی رہائش گاہ پہنچ کر ان سے ملاقات کی اور انہیں دسہرہ تہوار کی مبارکباد پیش کی۔ اس موقع پر سابق مارکیٹ کمیٹی چیئرمین گنڈپا، سابق سی ڈی سی چیئرمین اومانت کانت پاٹل، سابق آتما چیئرمین پینٹا ریڈی، سابق میونسپل چیئرمین محمد تنظیم احمد، ظہیر آباد منڈل بی آر ایس پارٹی صدر تٹو نارائن، جھرا سنگم منڈل پارٹی صدر و نیکٹیشم اور کوہیر منڈل پارٹی صدر نرسملو سمیت ظہیر آباد میونسپلٹی کے کونسلرس، کوہیر ٹاؤن کے کونسلرس، مختلف مواضعات کے سرپنچوں، سابق سرپنچوں، سابق ایم پی ٹی سیز، بی آر ایس پارٹی کے قائدین اور کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

ملک میں امن وامان کے قیام کے لیے نفرت کا سدباب ضروری، نوجوان داعیانہ کردار ادا کریں: مفتی عبدالفتاح عادل سبیلی: *نفرت کا جواب محبت، حسنِ سلوک اور عفو و درگزر سے دیا جائے، ظلم کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے

مسجد حفیظیہ ریاست نگر میں خطاب، اسلام کی صحیح ترجمانی اور غلط فہمیوں کے ازالے پر زور

حیدرآباد 23 اکتوبر: ملک میں امن و امان کے قیام اور سماج میں محبت و بھائی چارے کو فروغ دینے کے لیے نفرت کا خاتمہ، حسنِ اخلاق اور صبر و تحمل کو اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ نفرت کا جواب نفرت سے دینے کے بجائے محبت، خیر خواہی اور عفو و درگزر کے ذریعے دلوں کو جیتنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ بالخصوص نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ پوری جرأت مندی کے ساتھ اسلام کی صحیح ترجمانی کریں اور ایک ذمہ دارانہ و داعیانہ کردار ادا کرتے ہوئے معاشرے میں امن، رواداری اور باہمی احترام کو فروغ دیں۔ ان خیالات کا اظہار مولانا مفتی عبدالفتاح عادل سبیلی استاذ جامعۃ البنات و نائب صدر وفاق العلماء تلنگانہ نے مسجد حفیظیہ، ریاست نگر میں اپنے خطاب کے دوران کیا۔ مولانا نے کہا کہ نفرت کرنے والوں سے نفرت کرنا آسان ہے، لیکن نفرت کے ماحول میں محبت بانٹنا، مخالفین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا بلند کردار لوگوں کی پہچان ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی اور بدی یکساں نہیں، بلکہ برائی کو اس نیکی کے ذریعے دفع کرو جو بہترین ہو۔ قرآنی تعلیم کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے کردار کو اس بلندی تک لے جائے جہاں نفرت کرنے والوں کے لیے بھی دل میں خیر خواہی ہو اور زبان پر ان کی ہدایت کی دعا ہو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ آپؐ نے مخالفت، اذیت اور دشمنی کے باوجود عفو و درگزر اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ فرمایا۔ طائف میں شدید اذیتیں دی گئیں اور پتھر برسائے گئے، لیکن آپؐ نے انتقام کے بجائے ان لوگوں کی ہدایت کی امید رکھی۔ اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اپنے بہت سے سابق مخالفین کو معاف فرما کر دنیا کو یہ عظیم سبق دیا کہ حقیقی طاقت بدلہ لینے میں نہیں، بلکہ قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دینے میں ہے۔ مولانا مفتی عبدالفتاح عادل سبیلی نے کہا کہ دوسروں کو شکست دینا بڑی بات نہیں، بلکہ اپنے غصے، انا اور انتقامی جذبات پر قابو پانا اصل کامیابی ہے۔ تاہم عفو و درگزر کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ حق و باطل میں فرق کرنا چھوڑ دیا جائے، ظلم کو قبول کر لیا جائے یا ناانصافی کے خلاف خاموشی اختیار کی جائے۔ ظلم کے خلاف آواز اٹھانا اور مظلوموں کے حق میں کھڑا ہونا بھی ضروری ہے۔ ہمیں اپنی اصلاح سے تبدیلی کا آغاز کرنا چاہیے، کیونکہ جب دل محبت اور خیر خواہی سے روشن ہوں گے تبھی گھر، معاشرہ اور ملک امن و سکون کا گہوارہ بن سکیں گے۔ مولانا نے نفرت کے خاتمے کے لیے تین بنیادی امور کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا کہ پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم نفرت کا جواب محبت اور بلند اخلاق سے دیں۔ دوسری ذمہ داری غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہے، کیونکہ جب تک ایک دوسرے کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمیاں دور نہیں ہوں گی، دلوں میں قربت اور محبت پیدا کرنا مشکل ہوگا۔ تیسری اہم ذمہ داری اسلام، مسلمانوں، قرآن مجید اور احکامِ شریعت کا صحیح تعارف پیش کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو خود اسلام کے بہترین ترجمان بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ان کا کردار، معاملات، اخلاق اور طرزِ زندگی اسلام کی حقیقی تعلیمات کا عملی نمونہ ہونا چاہیے۔ اس طرح نہ صرف غلط فہمیاں دور ہوں گی بلکہ مختلف طبقات کے درمیان اعتماد بڑھے گا اور معاشرے میں امن و بھائی چارے کی فضا قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ مولانا نے اپنے خطاب کے دوران نوجوانوں اور سامعین کو ایس آئی آر کے خلاف منعقد ہونے والے دھرنے میں شرکت کی ترغیب دی۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اگزیبیشن گراؤنڈ میں منعقد ہونے والے دعوہ ایکسپو میں برادرانِ وطن کی بڑی تعداد کو شریک کرنے کی اپیل کی، تاکہ اسلام کی حقیقی تعلیمات، اس کے پیغامِ امن اور انسانیت کے لیے اس کی رہنمائی سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو واقف کروایا جا سکے۔ انہوں نے واضح کیا کہ دعوتِ دین کا تقاضا صرف زبانی تبلیغ نہیں، بلکہ اپنے اخلاق، کردار، حسنِ معاملہ اور خدمتِ خلق کے ذریعے اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کرنا بھی ہے۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اس ذمہ داری کو سمجھیں اور سماج میں مثبت تبدیلی کے لیے آگے آئیں۔ مولانا نے کہا کہ بعض اوقات خاموشی ظالموں کے حوصلے بلند کر دیتی ہے، اس لیے ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز اٹھانا ضروری ہے۔ انہوں نے قرآن مجید میں بیان کردہ سابقہ قوموں کے واقعات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ قومِ نوح، قومِ لوط اور قومِ ثمود سمیت متعدد قومیں اپنی سرکشی اور نافرمانی کے انجام سے دوچار ہوئیں۔ ان واقعات میں انسانوں کے لیے یہ سبق موجود ہے کہ ظلم، سرکشی اور حق سے انحراف کے نتائج انتہائی سنگین ہوتے ہیں۔ انہوں نے موجودہ حالات کے تناظر میں کہا کہ اہلِ ایمان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اپنے ایمان کو مضبوط رکھتے ہوئے اس کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو اپنی دینی، اخلاقی اور سماجی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے حق، انصاف اور انسانیت کی سربلندی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ مولانا نے امید ظاہر کی کہ اگر مسلمان اپنے کردار کی اصلاح کریں، دین کی ذمہ داریوں کو ادا کریں اور پورے شعور کے ساتھ داعیانہ و ذمہ دارانہ کردار اپنائیں تو حالات میں مثبت تبدیلی آسکتی ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سربلندی، حق و انصاف کے قیام، ظلم کے خاتمے اور انسانیت کی خدمت کے لیے قبول فرمائے اور ملک میں امن و امان، محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہو۔ آمین۔

ماچی ریڈی پلی میں مسجد حضرت بلال کے قریب شیواجی مہاراج کے مجسمہ کی تنصیب پر مسلمانوں کا اعتراض

مسئلہ کی یکسوئی اور مجسمہ ہٹانے کے لیے عہدیداروں کو یادداشت، عوامی بے چینی دور کرنے کا مطالبہ

YOU ARE UNDER CCTV SURVEILLANCE

کوہیر 23 اکتوبر: کوہیر منڈل کے موضع ماچی ریڈی پلی میں مسجد حضرت بلال کے قریب شیواجی مہاراج کے مجسمے کی تنصیب کے معاملے پر مقامی مسلمانوں نے اعتراض کرتے ہوئے متعلقہ عہدیداروں سے فوری مداخلت اور مسئلے کی یکسوئی کا مطالبہ کیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق مقامی مسلمانوں نے کہا کہ 20 اکتوبر کو بعض افراد کی جانب سے مسجد حضرت بلال کے قریب مجسمہ نصب کیا گیا، جس پر گاؤں کے مسلمانوں نے کوہیر پولیس اسٹیشن میں تحریری شکایت درج کروائی گئی۔ مجسمہ کی تنصیب کے لیے اجازت حاصل نہیں کی گئی۔ اس سلسلے میں جمعہ کو ماچی ریڈی پلی کے مسلمانوں کے ایک وفد نے کوہیر پہنچ کر منڈل تحصیلدار اور منڈل ڈیولپمنٹ آفیسر کو تحریری یادداشت پیش کی۔ وفد نے عہدیداروں کو بتایا کہ پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کروانے کے باوجود تاحال مجسمہ ہٹانے یا اس معاملے میں کسی کے خلاف کارروائی کی اطلاع نہیں ہے جس کے باعث مقامی مسلمانوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔ وفد نے مطالبہ کیا کہ معاملے کی سنجیدگی سے جانچ کرتے ہوئے قواعد کے مطابق ضروری اقدامات کیے جائیں اور گاؤں میں امن و امان برقرار رکھنے کے لیے فوری توجہ دی جائے۔ اس موقع پر مسلمانوں نے رکن اسمبلی ظہیر آباد مانک راؤ اور رکن پارلیمنٹ ظہیر آباد سریش کمار شیٹکار سے بھی اپیل کی کہ وہ اس معاملے میں مداخلت کرتے ہوئے متعلقہ حکام کے ذریعے مسئلے کو حل کروائیں اور مقامی مسلمانوں میں پائی جانے والی بے چینی کو دور کریں۔ وفد نے واضح کیا کہ معاملے کی بروقت یکسوئی اور قانون کے مطابق کارروائی سے گاؤں میں باہمی ہم آہنگی اور امن و امان کو برقرار رکھنے میں مدد ملے گی۔ اس موقع پر مسجد کمیٹی کے صدر اور اراکین کے علاوہ کوہیر ٹاؤن کے سیاسی و مذہبی قائدین بھی موجود تھے۔

مارکیٹ کمیٹی چیرمین محمد شمشیر علی کو نامزد کرنے کانگریس پارٹی ہائی کمان سے اپیل

ظہیر آباد 7 اکتوبر: جناب محمد امین سینئر کانگریس قائد نے حلقہ اسمبلی ظہیر آباد زرعی اگریکلچر مارکیٹ کمیٹی کی عنقریب تشکیل نو ہوگی جس میں حلقہ اسمبلی ظہیر آباد کے اقلیتوں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے صدرنشین زرعی مارکیٹ کمیٹی کے عہدہ پر جناب محمد شمشیر علی سینئر کانگریس قائد کو نامزد کرنے کانگریس پارٹی ہائی کمان ریاستی وزیر داموداراج نرسمہا، انچارج وزیر وویک سوامی، ایم پی ظہیر آباد سریش کمار شٹکار، ڈاکٹر اے چندر شیکھر سابق ریاستی وزیر انچارج کانگریس پارٹی، ڈاکٹر اجول ریڈی، گریدھر ریڈی سٹ وین چرمین تلنگانہ سے اپیل کی ہے۔ ظہیر آباد کے مسلم قائدین نے کہا کہ محمد شمشیر علی نے اسمبلی اور پارلیمانی و بلدیہ انتخابات میں کانگریس پارٹی کی کامیابی کیلئے اپنی نمایاں خدمات انجام دی ہے ایسے میں ان کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے صدرنشین زرعی مارکیٹ کمیٹی کے عہدہ پر انھیں نامزد کیا جائے۔ حلقہ اسمبلی ظہیر آباد کی عوام بالخصوص اقلیتوں کے ساتھ کانگریس پارٹی کی تائید میں ہے۔ پچھلے معیار میں مسلم کو زرعی مارکیٹ کمیٹی صدرنشین نائب صدرنشین کی عہدہ پر مکمل نظرانداز کیا گیا تھا جس کے بعد اقلیتوں میں کافی تشویش پائی جارئی ہے۔ طویل عرصہ کے بعد دوبارہ زرعی مارکیٹ کمیٹی کے نامزدگی میں مسلم طبقہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا تو انتخابات میں ظہیر آباد اسمبلی پارلیمانی حلقہ میں پارٹی کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا سکتا ہے۔ حلقہ اسمبلی ظہیر آباد میں 33 فیصد سے زیادہ مسلمانوں کا تناسب آبادی ہے۔ نامزد عہدوں پر اقلیتوں کے ساتھ انصاف کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے کانگریس پارٹی ہائی کمان سے پر زور اپیل کی کہ صدرنشین زرعی مارکیٹ کمیٹی صدر کے عہدہ پر مسلم قائد کو نامزد کریں۔

مجسٹریٹ منتخب ہونے پر نارائن پیٹ کے بی۔ ستیہ نارائن ریڈی کی گلپوشی و تہنیت

نارائن پیٹ: نارائن پیٹ کے مقامی باشندے بی۔ ستیہ نارائن ریڈی کے مجسٹریٹ منتخب ہونے پر مرکزی حکومت کے وکیل رگھویر یادو، سابق پبلک پراسیکیوٹر آکولا بالا پا اور ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹر مینوشری نے دیگر وکلاء کے ہمراہ عدالت کے احاطے میں انہیں شال پوشی کرتے ہوئے تہنیت پیش کی۔ بی۔ ستیہ نارائن ریڈی، بی۔ وینکٹ نرسمہا ریڈی اور ان کی اہلیہ کے فرزند ہیں۔ وہ نارائن پیٹ میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پائی۔ انہوں نے اپنی ابتدائی، اعلیٰ اور انٹرمیڈیٹ کی تعلیم نارائن پیٹ میں مکمل کی۔ بعد ازاں دہلی میں فارنسک سائنس میں گریجویشن کرنے کے بعد قانون کی تعلیم حاصل کی اور حال ہی میں مجسٹریٹ کے عہدے پر منتخب ہوئے۔ اس موقع پر رگھویر یادو نے کہا کہ ستیہ نارائن ریڈی نے کم عمری میں اپنی تمام تعلیمی منزلیں کامیابی کے ساتھ طے کرتے ہوئے مجسٹریٹ کے عہدے تک رسائی حاصل کی ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ وہ مستقبل میں عدالتی شعبے میں اعلیٰ ترین عہدوں تک پہنچ کر نمایاں کامیابیاں حاصل کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ستیہ نارائن ریڈی کی یہ کامیابی ان کے والدین کے لیے باعثِ فخر ہے۔ ان کے والد بی۔ وینکٹ نرسمہا ریڈی نے انٹرمیڈیٹ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنی محنت اور خود اعتمادی کے بل پر موٹر وائنڈنگ مکینک کے طور پر عملی زندگی کا آغاز کیا اور آج اپنے فرزند کو ایک اعلیٰ مقام پر دیکھ کر فخر محسوس کر رہے ہیں۔ سابق پبلک پراسیکیوٹر آکولا بالا پا نے اپنے خطاب میں کہا کہ ستیہ نارائن ریڈی اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں بہترین خدمات انجام دیتے ہوئے نارائن پیٹ کا نام مزید روشن کریں۔ ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹر مینوشری نے بھی ستیہ نارائن ریڈی کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی ذاتی محنت اور جدوجہد ہی انہیں اس مقام تک لے آئی ہے۔ اس موقع پر رگھویر یادو نے ستیہ نارائن ریڈی کے والدین بی۔ وی۔ این۔ ریڈی اور ان کی اہلیہ کو بھی شال پوشی کرتے ہوئے تہنیت پیش کی۔ مجسٹریٹ منتخب ہونے والے ستیہ نارائن ریڈی نے اس موقع پر انہیں اس منزل تک پہنچنے میں رہنمائی اور تعاون فراہم کرنے والے تمام بزرگوں اور خیر خواہوں کا نام لے کر شکریہ ادا کیا۔ اس پروگرام میں ضلع پبلک پراسیکیوٹر بدگو پربھاکر، وکلاء ٹی۔ رام چندرایا، سنجنا، لکشمی نارائن، لائزن آفیسر گوڑ اور کورٹ کانسٹیبل وجے کمار سمیت دیگر افراد نے شرکت کی۔

نارائن پیٹ میں لائنز کلب کے زیر اہتمام روزنامہ کھانے کا انتظام

نارائن پیٹ 23 اکتوبر: منوا سیوا مادھوا سیوا کے نعرے کے تحت لائنس کلب آف نارائن پیٹ کے ذریعہ منعقدہ ایک سال تک جاری رہنے والا انادنم پروگرام بدھ کو 114 دن تک پہنچ گیا ہے۔ آج لائنس کلب کے صدر روی کمار گوڈ نے انادنم کی سرپرستی کی۔ ستیہ نارائنا سوامی اسکوائر پر انادنم پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ اس موقع پر لائنز کلب کے صدر روی کمار گوڑ نے کہا کہ وہ معاشرے کے ضرورت مندوں کے ساتھ کھڑے ہونا اپنی سماجی ذمہ داری سمجھتے ہیں اور لائنز کلب کے ذریعہ خدمت کے پروگرام چلا رہے ہیں۔ اس پروگرام میں لائنس سریتھا بٹاڈ، سرینواس لاہوتی، کنا جگدیش، پوتیک رمیش، ڈاکٹر سچن، کرشنا مورتی اور دیگر نے حصہ لیا۔

گوداوری پشکرالو کی تیاریاں تیز، تمام کام مقررہ مدت میں مکمل کرنے کی ہدایت محکموں کے درمیان بہتر تال میل اور تعمیراتی کاموں میں معیار کو یقینی بنایا جائے: کمشنر محکمہ ہندو اوقاف ہنمنت راؤ

نرمل 23 اکتوبر: ریاستی محکمہ ہندو اوقاف کمشنر ہنمنت راؤ نے عہدیداروں کو ہدایت دی ہے کہ گوداوری پشکرالو کے تمام تعمیراتی اور ترقیاتی کام مقررہ مدت میں مکمل کیے جائیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ پشکرالو کے کامیاب انعقاد کے لیے مختلف محکموں کے درمیان بہتر تال میل، کاموں میں اعلیٰ معیار اور عقیدت مندوں کے لیے جامع انتظامات ناگزیر ہیں۔ جمعہ کے روز کمشنر ہنمنت راؤ نے ضلع کلکٹر بھویش مشرا کے ہمراہ بسارا میں گوداوری پشکرالو کے سلسلے میں جاری ترقیاتی کاموں کا تفصیلی معائنہ کیا۔ اس دوران انہوں نے پشکر گھاٹوں اور دیگر تعمیراتی مقامات کا دورہ کرتے ہوئے کاموں کی پیش رفت کا جائزہ لیا

کلکٹر و ایس پی نے دگوال فلائی اوور برج کے کاموں کا معائنہ کیا

کوہیر 23 اکتوبر: ضلع کلکٹر پرتیک جین اور ضلع ایس پی پریتوش پنکج نے آج اچانک کوہیر منڈل کے موضع دگوال کا دورہ کرتے ہوئے قومی شاہراہ نمبر 65 پر زیر تعمیر اوور برج کے تعمیرات کے کاموں کا معائنہ کیا۔ اس موقع پر ضلع کلکٹر نے عوام سے خواہش کی ہے کہ وہ برج تعمیراتی کاموں میں تعاون کریں تاکہ برج جلد تعمیر ہو سکے کیونکہ یہاں پر سڑک عبور کرتے وقت کئی جانے چلی گئے ہیں اس کے روک تھام کے لیے اوور برج کی تعمیر ناگزیر ہے رات اور دن کے اوقات میں ہزاروں موٹر گاڑیاں اس سڑک پر چلتی ہیں ضلع کلکٹر نے بتایا کہ سب سے پہلے سب روڈ تعمیر کی جائے گی اس کے بعد اوور برج کے تعمیراتی کاموں کا آغاز ہوگا اس موقع پر موضع دگوال کی عوام نے بتایا کہ یہاں دیگوال میں عوام کی آمد و رفت بہت زیادہ ہے زیر تعمیر برج کی زمینی سطح پر چوڑائی 20 میٹر رکھنے کا مطالبہ کیا ہے اور سائڈ ڈرین کی تعمیر کے علاوہ سب روڈ پر ایک قدیم بزرگ درگاہ موجود ہے بازو سے سب روڈ تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ درگاہ شریف کو دوسری جگہ پر منتقل کرنا ناممکن ہے اس موقع پر ایل این ٹی کمپنی عہدے دار نیشنل ہائی وے آف اتھارٹی کے پراجیکٹ ڈائریکٹر وغیرہ موجود تھے ضلع کلکٹر نے بتایا کہ بہت جلد اوور برج کے تعمیراتی کاموں کا آغاز ہوجائے گا

اگلے سیزن میں آبپاشی کیلئے پانی نہیں ہے: تلنگانہ وزیر اعلیٰ نومبر، دسمبر، جنوری اور فروری میں ایک قطرہ (پانی) دستیاب نہیں ہوگا

حیدرآباد: چیف منسٹر اے ریونتھ ریڈی نے خبردار کیا ہے کہ اگلے سیزن میں زراعت کے لیے پانی دستیاب نہیں ہوگا اور لوگوں پر زور دیا کہ وہ بجلی اور پانی کے تحفظ کے لیے کفایت شعاری کے اقدامات کریں۔ حکومت پینے کے پانی کو ترجیح دے گی، جس میں آبپاشی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ انہوں نے کسانوں کو مشورہ دیا کہ وہ ایسی فصلیں کاشت کریں جن میں پانی کی ضرورت کم ہو۔ "اگلی یاسنگی کے لئے دھان کی بوائی شروع نہیں ہوئی ہے۔ نومبر، دسمبر، جنوری اور فروری میں ایک قطرہ (پانی) دستیاب نہیں ہوگا،" انہوں نے جمعہ کو کانگریس ایم ایل ایز اور لیڈروں کے ساتھ ایک میٹنگ میں خبردار کیا۔ ریونت ریڈی نے خبردار کیا کہ ایل نینو بحران اگلے آٹھ سے دس مہینوں میں بڑے بحران میں تبدیل ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کانگریس قائدین سے کہا کہ وہ آگے کے چیلنجوں کے بارے میں بیداری پیدا کریں

پانچویں تلنگانہ پولیس اسپورٹس اینڈ گیمس میٹ 2026 کی اختتامی تقریب

انتظامات پر پولیس کمشنر کا جائزہ اجلاس، کھلاڑیوں کو بہتر سہولیات فراہم کی جانی چاہئیں: پولیس کمشنر

انتظامات بشمول ٹریکس کا قیام، کھیلوں کے میدانوں کی تیاری، کھلاڑیوں کے لئے رہائش کی سہولیات، طبی خدمات، پینے کے پانی کی فراہمی، کھانے کے انتظامات پر متعلقہ حکام کے ساتھ جامع بات چیت کی۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ تمام انتظامات پہلے سے کرلئے جائیں تاکہ مختلف مقامات سے ان کھیلوں کے مقابلوں میں حصہ لینے والے کھلاڑیوں کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ انہوں نے کہا کہ کھیلوں کے مقابلوں کے انعقاد کے لئے درکار ٹریکس کی تیاری کے ساتھ ساتھ کھلاڑیوں کو معیاری رہائش، کھانے پینے کے پانی کی سہولیات فراہم کی جائیں۔ اسی طرح یہ مشورہ دیا گیا کہ کھلاڑیوں کی صحت اور حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری طبی عملہ اور ابتدائی طبی امداد کی سہولیات فراہم کی جائیں۔ انہوں نے متعلقہ محکموں کے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ وہ آپس میں تال میل سے کام کریں تاکہ پروگرام کے انعقاد میں کوئی دشواری پیش نہ آئے اور انہیں تفویض کردہ ذمہ داریوں کو مؤثر طریقے سے نبھایا جاسکے۔ پولیس کمشنر نے افسران کو مشورہ دیا کہ وہ 5ویں تلنگانہ پولیس اسپورٹس اینڈ گیمس میٹ 2026 کی اختتامی تقریب کو کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے اور انتظامات کی وقتاً فوقتاً نگرانی کرتے ہوئے کھلاڑیوں کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لئے تمام محکموں کے ساتھ تال میل کے ساتھ کام کریں۔ ان کھیلوں کا انعقاد پولیس ٹریننگ سینٹر جنکم پیٹ، علی ساگر، نگرم گراؤنڈ، کالورو روڈ، گورنمنٹ سوئمنگ پول، موگو پال آرچری اکیڈمی وغیرہ میں کیا جائے گا۔ اس میٹنگ میں نظام آباد ایڈیشنل ڈی سی پی اڈمن این شوبھم پرکاش، نظام آباد، آرمور، بودھن، سی ٹی سی، اے آر، آئی ٹی سی سی آر بی، ٹریف اے سی پیز پرکاش، وینکٹیشور ریڈی، سری نواس، راج شیکھر، کرشنا، نریندر، گورو نائیڈو، مستان علی، ہوں کمار، رویندر تیر اندازی کوچ، مہیپال ریڈی تیراکی کوچ، راجہ گوڑ اتھلیٹکس سکریٹری، وجے کانت راؤ تلنگانہ سائیکلنگ اسوسی ایشن جنرل سکریٹری، اسپیشل برانچ انسپکٹر سری نواس راج، ریزرو انسپکٹرز اور دیگر نے شرکت کی۔

حیدرآباد محبوب نگر نلگنڈہ، ورنگل، اور کھمم کے گرائجویٹ زمرہ سے قانون ساز کونسل کے انتخابات

گریجویٹ مسلمانوں کو اپنا ووٹ رجسٹریشن کروانے مولانا خیر الدین صوفی کا مشورہ

حیدرآباد: مولانا حکیم صوفی سید شاہ محمد خیر الدین قادری، صدر آل انڈیا صوفی علماء کونسل نے اپنے صحافتی بیان میں تلنگانہ قانون ساز کونسل کے گریجویٹ زمرے کے انتخابات کے لیے اہل مسلم گریجویٹس سے اپیل کی ہے کہ وہ بلا تاخیر اپنے ووٹ کے اندراج کے لیے درخواست جمع کروائیں۔ انہوں نے کہا کہ تلنگانہ میں قانون ساز کونسل کے گریجویٹ حلقوں کے لیے انتخابی فہرستوں کی تیاری کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ بالخصوص محبوب نگر، رنگاریڈی، حیدرآباد اور ورنگل، کھمم، نلگنڈہ گریجویٹ حلقوں میں مسلم گریجویٹس کی قابل ذکر تعداد موجود ہے، لیکن گزشتہ انتخابات میں بہت سے اہل گریجویٹس اپنے ووٹ کا حق استعمال کرنے کے لیے رجسٹریشن اور انتخابی عمل میں مطلوبہ دلچسپی نہیں لے سکے، جس کے نتیجے میں ان کی نمائندگی کے امکانات متاثر ہوئے۔ مولانا خیر الدین صوفی قادری نے کہا کہ ملک اور ریاست کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر مسلمانوں کو اپنی جمہوری ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے۔ جب تک ہم اپنی سیاسی قوت کو جمہوری اور قانونی طریقے سے مضبوط نہیں کریں گے، اس وقت تک ایوانوں میں اپنے مسائل اور حقوق کے لیے مؤثر آواز اٹھانا مشکل ہوگا۔ قانون ساز کونسل اور ریاستی اسمبلی عوامی مسائل کو حکومت تک پہنچانے کے اہم جمہوری فورم ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ووٹ کا حق صرف استعمال کرنے ہی نہیں، بلکہ انتخابی فہرست میں اپنا نام درج کروانے سے شروع ہوتا ہے۔ اگر اہل شہری رجسٹریشن کے عمل سے غفلت برتیں گے تو اس کے نتائج کی ذمہ داری بھی انہیں قبول کرنا ہوگی۔ انتخابات میں حصہ لینا، اپنے حقِ رائے دہی کو استعمال کرنا اور جمہوری عمل میں ذمہ داری کے ساتھ شریک ہونا ہر اہل بھارتی شہری کا حق ہے۔ مولانا خیر الدین صوفی قادری نے بالخصوص مسلم نوجوانوں، بزرگوں اور خواتین سمیت تمام اہل گریجویٹس سے اپیل کی کہ وہ فوری طور پر اپنا ووٹ رجسٹریشن کروائیں اور اپنے احباب کو بھی اس جانب متوجہ کریں، تاکہ زیادہ سے زیادہ اہل افراد انتخابی فہرست میں شامل ہوسکیں۔ انہوں نے بتایا کہ گریجویٹ حلقوں کے ووٹر رجسٹریشن کے لیے درخواست جمع کروانے کی آخری تاریخ نومبر 2026ء مقرر کی گئی ہے۔ درخواست آن لائن یا متعلقہ انتخابی افسران کے پاس آف لائن جمع کروائی جاسکتی ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ پہلے سے رجسٹرڈ گریجویٹ ووٹرز بھی نئی انتخابی فہرست کے لیے دوبارہ درخواست جمع کروائیں۔ آخر میں مولانا خیر الدین صوفی قادری نے کہا کہ مسلمانوں کو اپنی جمہوری ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے بروقت رجسٹریشن کروانا چاہیے، تاکہ ان کی آواز ایوانوں تک پہنچانے کے مواقع مضبوط ہوں اور وہ اپنے جائز حقوق کے تحفظ میں مؤثر کردار ادا کرسکیں۔ مولانا خیر الدین صوفی نے اپنا سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے گریجویٹ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ ہر گریجویٹ اپنا جمہوری حق اور اپنا شہری حق کے استعمال میں کوتاہی نہ کرتے ہوئے پہلی فرصت میں ان لائن یا راست عہدے داران کے پاس اپنے ووٹ کا رجسٹریشن کروانے میں غفلت نہ برتیں یہ ووٹ ہماری زندگی کے اہم مسائل کو نہ صرف ایوانوں میں پیش کرسکتا ہے بلکہ مسلمانوں میں ایک نیا سیاسی شعور بھی بیدار کر سکتا ہے اور نوجوان نسل بھی ہمارے اس عمل سے اس جمہوری حق کے لیے راغب ہوسکتی ہے یہ تمام ایسے امور ہیں جس سے ہر شہری کو واقف ہونا ضروری ہے گریجویٹس زمرے سے جو انتخابات ہو رہے ہیں اگر تعلیم یافتہ حضرات بھی اپنی اس اہم ذمہ داری سے پہلوتہی کریں گے تو نئی نسل بھی اسے کنارہ کشی اختیار کرسکتی ہے ہماری چھوٹی سی غفلت ہمارے اپنے جمہوری حق سے ہم کو محروم کرسکتی ہے میں تمام گریجویٹ مرد و خواتین سے پرزور خواہش کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر اپنا ان لائن یا راست عہدے داران کے پاس اپنے ووٹ کو رجسٹریشن کروائیں

انجمن تنظیم المسلمین مرکزی کمیٹی آرمور کی رکن اسمبلی راکیش ریڈی سے ملاقات

مسلم اقلیتی شادی خانوں کے زیر التواء کاموں اور دیگر مسائل کے حل کیلئے نمائندگی

آرمور 23 اکتوبر: انجمن تنظیم المسلمین مرکزی کمیٹی آرمور کے صدر محمود علی کی قیادت میں مرکزی کمیٹی کے ایک وفد نے رکن اسمبلی آرمور راکیش ریڈی کی رہائش گاہ واقع انکاپور میں ملاقات کرتے ہوئے انہیں دسہرہ تہوار کی مبارکباد پیش کی اور گلدستہ پیش کرتے ہوئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اس موقع پر مرکزی کمیٹی کے قائدین نے اقلیتی طبقے کو درپیش اہم مسائل سے رکن اسمبلی کو واقف کروایا اور ان کی یکسوئی کے لئے نمائندگی کی۔ صدر مرکزی کمیٹی محمود علی نے بتایا کہ رکن اسمبلی آرمور راکیش ریڈی سے مرکزی کمیٹی کے قائدین کی یہ پہلی ملاقات تھی جو نہایت خوشگوار ماحول میں انجام پائی۔ ملاقات کے دوران مسلم اقلیتوں کی تعلیمی ترقی اور طلبہ و طالبات کو درپیش مسائل پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ رکن اسمبلی راکیش ریڈی نے مسلم اقلیتی طلبہ و طالبات کے کالجوں اور اسکولوں سے متعلق مسائل کی یکسوئی کے لئے اقدامات کرنے کا تیقن دیا۔ اس موقع پر اقلیتی طلبہ و طالبات کو بہتر تعلیمی سہولتوں کی فراہمی اور تعلیمی مسائل کے حل کی اہمیت پر بھی توجہ مبذول کروائی گئی۔ مرکزی کمیٹی کے قائدین نے سعید آباد اور زراعت نگر میں واقع مسلم اقلیتی شادی خانوں کی ترقی اور انہیں بہتر سہولتوں سے آراستہ کرنے کے سلسلے میں بھی رکن اسمبلی سے نمائندگی کی جس پر راکیش ریڈی نے مثبت ردعمل کا اظہار کیا۔ مرکزی کمیٹی کے قائدین نے امید ظاہر کی کہ رکن اسمبلی کی توجہ اور تعاون سے اقلیتی طبقے کے تعلیمی و سماجی مسائل کی یکسوئی میں مدد ملے گی۔ اس موقع پر انجمن تنظیم المسلمین مرکزی کمیٹی کے صدر محمود علی، نائب صدر محمد الطاف، معتمد عبد الرحمن، شریک معتمد محمد رضوان، خازن محمد ساجد، ایم پی جے کے صدر عمران جابری، شاہد تبو اور دیگر موجود تھے۔

پولیس شہداء کی قربانیاں ہم سب کے لیے مشعلِ راہ ہیں: ضلع ایس پی مہیش بی گیتے

سرسلہ میں طلبہ کے لیے اوپن ہاؤز پروگرام، پولیس کی خدمات سے واقف کروایا گیا

سرسلہ 23 اکتوبر: پولیس شہداء کی یاد میں منائے جانے والے یوم شہداء کے ضمن میں سرسلہ 1 ٹاؤن پولیس اسٹیشن کے احاطے میں طلبہ و طالبات کے لیے اوپن ہاؤز پروگرام منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر ضلع ایس پی مہیش بی گیتے نے کہا کہ فرائض کی انجام دہی کے دوران اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے پولیس شہداء کی قربانیاں ہر ایک کے لیے باعثِ ترغیب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس پروگرام کا بنیادی مقصد طلبہ کو پولیس محکمہ کی کارکردگی، عوام کو فراہم کی جانے والی خدمات اور امن و امان کے تحفظ میں پولیس کے کردار سے واقف کروانا ہے۔ ایس پی نے کہا کہ طلبہ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ معاشرے میں رونما ہونے والے واقعات سے بھی باخبر رہنا چاہیے۔ ہر طالب علم کو پولیس اسٹیشن کے فرائض، عوامی خدمات اور امن و امان برقرار رکھنے کے لیے پولیس کی ذمہ داریوں کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ اسی مقصد کے تحت پولیس کے مختلف شعبوں سے متعلق اسٹال قائم کر کے طلبہ کو معلومات فراہم کی گئیں۔ جدید ٹیکنالوجی اور پولیس کے طریقۂ کار سے واقف پروگرام کے دوران طلبہ کو پولیس کی جانب سے دن اور رات میں انجام دی جانے والی بیٹ ڈیوٹی، گشت کے نظام، پولیس اسٹیشن کی کارکردگی، متاثرین سے شکایات وصول کرنے، مقدمات درج کرنے، تفتیش کے طریقۂ کار اور متاثرین کو انصاف دلانے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئیں۔ جرائم میں ملوث افراد کی شناخت کے لیے استعمال ہونے والی جدید ٹیکنالوجی، چہرے کی شناخت کے نظام اور پورٹیبل فنگر پرنٹ آلات کے کام کرنے کے طریقے بھی سمجھائے گئے۔ اس کے علاوہ جرائم کی روک تھام اور وارداتوں کا جلد سراغ لگانے میں سی سی ٹی وی کیمروں کی اہمیت سے واقف کروایا گیا۔ خواتین اور طالبات کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی شی ٹیمس اور بھروسہ مراکز کی خدمات اور ذمہ داریوں کے بارے میں بھی بتایا گیا۔ گمشدہ یا چوری شدہ موبائل فون کی شناخت، انہیں بلاک کرنے اور واپس حاصل کرنے کے لیے استعمال ہونے والے سی ای آئی آر (CEIR) نظام کی افادیت سے بھی آگاہ کیا گیا۔ ٹرافک قوانین اور سائبر جرائم سے متعلق شعور بیدار طلبہ کو بم اسکواڈ کی ذمہ داریوں، دھماکہ خیز مواد کی شناخت اور اسے ناکارہ بنانے کے طریقۂ کار کے علاوہ پولیس کے تربیت یافتہ سراغ رساں کتوں کی خدمات کے بارے میں بتایا گیا۔ ٹرافک قوانین پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے طلبہ کو ہیلمٹ لازمی پہننے، کم عمر میں گاڑی نہ چلانے، تیز رفتاری اور لاپرواہی سے ڈرائیونگ کرنے سے گریز کرنے اور شراب نوشی کے بعد گاڑی نہ چلانے کا مشورہ دیا گیا۔ سائبر جرائم کے حوالے سے ایس پی نے طلبہ کو آن لائن اجنبی افراد سے رابطوں کے معاملے میں محتاط رہنے کی ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص سائبر فراڈ کا شکار ہو تو فوری طور پر 1930 ٹول فری نمبر پر رابطہ کر کے شکایت درج کروائے۔ اس پروگرام میں آئی ٹی کور، بھروسہ مرکز، شی ٹیمس، فنگر پرنٹس، بم اسکواڈ اور کمیونیکیشن شعبوں کے اہلکاروں نے شرکت کرتے ہوئے طلبہ کو پولیس کے فرائض، خدمات اور عوام کے تحفظ کے لیے کیے جانے والے اقدامات سے واقف کروایا۔ اس موقع پر ڈی ایس پیز ناگیندر چاری اور وینکٹیشورلو، سرکل انسپکٹر سرینواس، سب انسپکٹرس گنیش، انیل اور رنجیت، آر ایس آئی سائی کرن، پولیس اہلکاروں اور طلبہ نے شرکت کی۔

اعلیٰ تعلیم کے ذریعے سماج میں اپنا مقام پیدا کریں

جماعت اسلامی میں ہند کی تہنیت تقریب سے ذمہ داران کا خطاب

ہیں۔ انہوں نے طلباء سے خواہش کی کہ ایم بی بی ایس سیٹ کا ملنا پہلا مرحلہ ہے آگے کے مراحل میں سخت محنت اور مضمون کا گہرائی سے مطالعہ کرنے اور قابلیت میں اضافہ کرنے سے اعلی مقام حاصل کرسکتے ہیں اور انسانوں کی خدمت اس کے ذریعے سے انجام دی جا سکتی ہے۔ اسلم بن محسن صاحب امیر مقامی جماعت اسلامی ہند آرمور نے اس موقع پر افتتاحی کلمات پیش کیے اور بتایا کہ جماعت اسلامی ہند مسلم طلباء کو اعلی تعلیمی میدانوں میں آگے بڑھانے کے لیے کوشاں ہیں اور ان کی ہر طرح سے رہنمائی و ہمت افزائی کرتی آرہی ہے تاکہ اعلی تعلیمی میدانوں میں خدمات کے شعبوں میں امت مسلمہ کے ہونہار طلباء کو آگے بڑھایا جائے۔ اس موقع پر آج تمام طلباء و والدین کو تہنیت پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دیگر طلباء اس کو اپنے لیے بطور مثال سامنے رکھیں اور وہ بھی ان میدانوں میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ ڈاکٹر عبدالعزیز کارڈیالوجسٹ آشا ہاسپٹل نے بھی طلباء کو مشورہ دیا کہ وہ سخت محنت سے کام کریں اور اسپیشلائزیشن کی جانب توجہ دیں اور بہترین قابلیت اپنے اندر پیدا کرنے سے ہی سماج میں بہترین ڈاکٹر بن سکتے ہیں۔ اس موقع پر مولانا کبیر الدین مظاہری نے بھی طلباء اور والدین کا مشورہ دیا کہ دین اور دنیا دونوں میں اپنا مقام پیدا کریں۔ مہمانوں کے ہاتھوں طلباء کو تہنیت پیش کی گئی جس میں ایم بی بی ایس میں داخلہ حاصل کرنے والے مفتاح الدین حماد ولد وہاج الدین ماجد، شیخ ریحان الدین ولد شیخ عارف الدین، شیخ ابو ذر ولد شیخ رفیع کے علاوہ جویریہ نکہت ولد مولانا کبیر الدین مظاہری ایل بی کی تکمیل پر مہمان خصوصی ڈاکٹر احسان اللہ اور ڈاکر عبدالعزیز کے ہاتھوں مومنٹو اور شال پوشی کی گئی۔ پروگرام کی نظامت جناب خالد نے کی اور جناب واجد نے مہمانوں اور شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

قائدِ مجلس جناب سید نسیم قلعہ نظام آباد کا انتقالِ پُرملال

مرحوم کی ملی و سماجی خدمات کو خراجِ عقیدت

نظام آباد 23 اکتوبر (نامہ نگار ترجمان تلنگانہ) قائدِ مجلس اتحاد المسلمین قلعہ نظام آباد جناب سید نسیم والدِ محترم سید اطہر صاحب کا مختصر علالت کے بعد آج انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال کی خبر سے شہر کے سیاسی و سماجی حلقوں میں رنج و غم کی لہر دوڑ گئی۔ مجید عارف نظام آبادی نے اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی بے لوث ملی، سماجی اور جماعتی خدمات کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ اپنے تعزیتی پیغام میں انہوں نے کہا کہ جناب سید نسیم مرحوم نے شہر نظام آباد میں مجلس اتحاد المسلمین کو عوام سے قریب کرنے، جماعتی صفوں میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے اور عوامی سطح پر تنظیم کو مستحکم بنانے کے لیے نمایاں جدوجہد کی۔ اس مقصد کے حصول میں انہوں نے جناب سید نعیم الدین مرحوم، سابق میونسپل کونسلر قلعہ نظام آباد کے ساتھ مل کر گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے مرحوم کے اہلِ خانہ، بالخصوص سید اطہر صاحب سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔ مرحوم کی نماز جنازہ بعد نماز عشاء قلعہ عیدگاہ میں ادا کی گئی۔ تدفین قلعہ کے قبرستان میں عمل لائی گئی۔ مزید تفصیلات ان کے فرزند سید اطہر سے سیل نمبر 7780118456 پر حاصل کی جاسکتی ہیں۔

کے چندر شیکھر راؤ سے اظہار تشکر اور گریجویٹس سے سُلطان مرزا کی اپیل

حیدرآباد: حیدرآباد سینیئر لیڈر بی آر ایس پارٹی سُلطان مرزا نے بانی علحدہ تلنگانہ و سابقہ چیف منسٹر مسٹر کے چندر شیکھر راؤ، کارگزار صدر مسٹر کے ٹی راما راؤ سے اظہار تشکر کرتے ہوئے کہا کہ، اقلیتی قائدین کی خدمات کا اعتراف اور قانون ساز کونسل کے حلقہ جات گریجویٹس کے انتخابات کے لیے انچارجس کے طور پر تمام بلخصوص اقلیتی نامزد انچارجس کو مبارکباد پیش کی اور ذمہ داریوں کی بحسن و خوبی اور کامیابی کے ساتھ انجام دہی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے سُلطان مرزا نے تمام اہل گریجویٹس سے اپیل کی کہ وہ گریجویٹ ووٹر کے طور پر فہرست رائے دہندگان میں اپنا نام درج کروائیں اور جمہوری عمل میں جوش و خروش اور سرگرمی کے ساتھ حصہ لیں۔ اُنہوں نے اپیل کی کہ ایسے اہل گریجویٹ ووٹرس جو ابھی تک رجسٹریشن نہیں کروایا ہے وہ فی الفور نام درج کروائیں۔ ناموں کے اندراج کے خصوص میں رہنمائی کے لئے متعلقہ بی آر ایس انچارجس سے ربط پیدا کیا جائے۔ الیکشن کمیشن کی ہدایات کی روشنی میں رجسٹریشن کی تکمیل عمل میں لائی جائے۔ آپ کی تعلیم آپ کو آواز دیتی ہے۔ آپ اپنی آواز کی نمائندگی کو یقینی بنائیں۔ سُلطان مرزا نے کہا کہ مُلک کے عظیم ترین شخصیتوں میں کے چندر شیکھر راؤ کا شمار ہوتا ہے جو حقیقی معنوں میں سیکولرزم کے علمبردار ہیں جنہوں نے نہ صرف اپنی حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ انصاف کیا بلکہ حکومت میں مسلم قائدین کو بھرپور نمائیندگی دی اسی طرح اُنہوں نے مذکورہ قانون ساز کونسل انتخابات کے لیے بھی بطور انچارجس کے طور پر مسلم قائدین کا انتخاب کیا اُنہوں نے کہا کہ کانگریس پارٹی حکومت کی کارکردگی عوام الناس کے سامنے عیاں ہیں اور عوام چاہتی کے دوبارہ بی آر ایس پارٹی اقتدار سنبھال لیں لہذا گریجویٹس سے اپیل ہے کہ وہ مذکورہ بالا انتخابات میں بی آر ایس پارٹی کے امیدوار کو بھاری اکثریت سے کامیاب بنائے۔۔۔۔

نوٹ: اخبار میں شائع کردہ مضامین کے متن، اشتہارات میں کئے گئے دعوے کا ادارہ ذمہ دار نہیں ہے۔ (ادارہ)